فیصلہ

اجلاسِ کامل مجلسِ عالیہ عدالت

بر اثباتِ

قتلِ عمد از بندۂ صفیہ

برد

فتوائے جناب مفتی لطف اللہ صاحب کوئلی

در

مطبعِ مقنن دکن طبع گردید

نمبر ۹۱ مقدمہ - تصحیح فوجداری بابتہ سنہ ۱۳۲۰ ف

ارکان خمسہ

۲۴ ماہ آذر سنہ ۱۳۲۰ ف

سرکار عالی - بذریعہ وکیل حاضر

ملزمین نمبر ۱ - جی سنگھ بذریعہ وکیل حاضر

نمبر ۲ و ۳ و ۴ - غیر حاضر - اون کو اطلاع ہے

مثل معاینہ ہوی -

تجویز

بندوق کی گولی سے ہلاکت ہو وہ اگر بربناے قتل عمد کے ہو تو قصاص لینا ضرور ہے درصورتیکہ ورثہ خواہان قصاص ہون - مقدمہ جلسہ مین ارکان ثلثہ کے بغرض تصفیہ کے پیش ہو -

مولوی نظام الدین صاحب - مولوی محمد یٰسین خانصاحب -

بخشی رگھناتھ پرشاد صاحب -

مجھے بھی مولوی نظام الدین صاحب کے ساتھ اتفاق ہے - مین وجوہ علحدہ لکھونگا -

مولوی سید افضل حسین صاحب

راے خان بہادر مولوی خدابخش خان صاحب میر مجلس عدالت العالیہ

اس مقدمہ کی حالت یہہ ہے کہ جے سنگھ ملزم نے بحالت خصومت و تکرار بہنا سنگھ جو حقیقی بھائی حضور سنگھ اور شوہر مسماۃ بالو بائی مستغیثان کو بندوق کی گولی سے مجروح کیا جس کے صدمہ سے دوسرے دن مجروح مرگیا - دو معزز اراکین نے اس امر مین اختلاف کیا کہ جو قتل گولی سے واقع ہوا ہے وہ قتل عمد ہے یا نہین جناب مفتی صاحب نے یہہ راے ظاہر فرمائی

کہ قتل عمد نہین ہے اور جناب مولوی میر افضل حسین صاحب نے اس رای سے اختلاف کرکے یہہ تجویز فرمایا کہ یہہ قتل عمد ہے ۔ لہذا یہہ مقدمہ جلسہ کامل مین ارکان خمسہ کے سپرد کیا گیا۔ مینے اس مقدمہ کے کاغذات کو دیکھا اور مسئلہ شرعیہ پر بھی غور کیا مجھے افسوس ہے کہ مین جناب مفتی صاحب کے رای سے اس مسئلہ مین مختلف ہوں نسبت عمد کے تکملہ کتاب لسان الحکام صفحہ ۱۸ جسیر اس وقت عملدرآمد قسطنطنیہ مین ہے لکھا ہے کہ العمد ما تعمد ضربہ بسلاح او ما جری مجری السلاح فی تفریق الاجزاء کالمحدد من الخشب والحجر والنار۔ اس عبارت سے یہہ بات صاف ظاہر ہے کہ جرح سے غرض تفریق اجزاء مقصود ہے اور سبب تفریق اجزاء ضرب سے ہو تو اوس کا نام جرح کہا جاے گا۔ اس لفظ جرح کے تحت مین شارح قاموس نے دانت سے کاٹنے کو بھی تحت جرح داخل کیا چنانچہ یہہ شعر سند مین نقل کیا ہے ماوا قراہ وهر تنکالابهم ۞ وجرحوہ بانیاب واضرس فتاوی انقرویہ مین یہہ عبارت ہے اذا قتل انسانا معصوما بالحجر العظیم او الخشب الکبیر الذی لا یطیق البنیۃ احتمالہ لا یجب القصاص عند ابی حنیفۃ وھو قول نفر وعندھما وعند الشافعی یجب وھذا اذا لم یجرح فان جرح بالخشب او الحجر فان القصاص یجب بالاتفاق اس عبارت کو غور سے دیکھنے مین یہہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ امام ابی حنیفہ رح کے نزدیک قصاص شق اول مین واجب نہین۔ اور اوسوقت ہے کہ جب جرح نہین ہے اور اگر جرح لکڑی یا پتھر سے ہو قصاص بالاتفاق واجب ہوتا ہے۔ یہہ مسئلہ مفتی بہ ہے۔

اب گفتگو یہہ ہے کہ آیا گولی سے جرح واقع ہوتا ہے یا نہین جیسا کہ مینے اوپر لکھا کہ جرح سے غرض تفریق اجزا ہے تو بلاشبہہ تفریق اجزا گولی کے ضرب سے ہوتا ہے اور اس جہت سے حسب اصول مقررہ قصاص عاید ہونا چاہئے۔

نار یعنی قتل بالحرق ہو تو قصاص عائد ہوتا ہے حالانکہ آگ مین نہ دھار ہے نہ نوک ہے مگر آگ بھی باعث تفرق اجزا ہے اور تفرق اجزا جرح کو لازم ہے اس لئے اگر کسی کی ہلاکت جلانیکے ذریعہ سے واقع کیجاوے تو جلانے والوں پر قصاص عائد ہوگا ۔ پس میری رای مین بندوق کی گولی سے ویسا ہی تفرق اجزا واقع ہوتا ہے جیسا کہ تلوار سے یا کسی اور نکیلے یا تیز آلہ سے بالجملہ میری راے یہہ ہے کہ بندوق کی گولی سے اگر قتل واقع ہوا ہو تو قصاص واجب ہے ۔

رای مولوی سید افضل حسین صاحب رکن عدالت العالیہ مملکت آصفیہ

ملزم پر قتل عمد کا الزام ہے مقتول طپنچہ کی گولی سے قتل ہوا ہے مفتی لطف اللہ صاحب نے یہہ فتوی دیا ہے کہ بندوق یا تفنگچہ کی گولی سے جو قتل واقع ہو وہ شبہہ عمد ہے قتل عمد نہین ہے

اس مسئلہ کی تنقید کے لئے مقدمہ ارکان خمسہ کے جلسہ مین پیش ہوا اور باتفاق ارکان خمسہ یہہ قرار پایا کہ قتل مذکور شبہہ عمد نہین ہے بلکہ عمد ہے مینے بروقت قرارداد یہہ وعدہ کیا تھا کہ وجوہ اس امر کے کہ قتل مذکور قتل عمد ہے علیحدہ لکھونگا لہذا اب اون وجوہ کو لکھتا ہون -

اس مسئلہ مین جناب مفتی لطف اللہ صاحب نے باوقات مختلف تین فتوے تحریر فرمائے ہین جو زیر بحث ہین - پہلے فتوای مورخہ ۵ شہریور ہشت ۱۳ف مقدمہ نمبری ۳۴۸ مین تحریر فرمایا ہے (موافق تحقیق علما کے جو قتل بندوق کے گولی سے ہو وہ از قبیل قتل بالمثقل ہے پس ملزم سزاوار سزاے قتل شبہہ عمد ہے) دوسرا فتوای مورخہ ۴ بہمن ۱۳۱۵ف مقدمہ نمبری ۷۵۳ مین یہہ ارقام فرمایا ہے - (یہہ امر قابل لحاظ ہے کہ گولی بندوق یا تفنگچہ کی جارح ہوتی ہے یا نہین - زمانہ غدر ہندوستان سے پہلے علماے دہلی نے بالاتفاق فتوی اس امر پر دیا تھا کہ گولی بندوق کی جارح نہین ہوتی بلکہ کاسر ہوتی ہے پس بلحاظ روایت امام طحاوی جس کو صاحب ہدایہ نے ترجیح دی ہے مع ملاحظہ فتواے علماے دہلی گولی کا قتل شبہہ عمد مین داخل ہے - تیسرا فتواے مورخہ ۲۴ مہر ۱۳۱۵ف مقدمہ نمبری مین بحوالہ اکثر روایات جنکا تذکرہ آیندہ کیا جائے گا یہہ ارشاد فرمایا ہے (چونکہ بشہادت شہود ثابت ہے کہ مسمی جے سنگہ ملزم نے ہیا سنگہ کو بلا سبب تفنگچہ کی گولی سے کہ غالباً وہ مدور ہوگی قتل کیا اسواسطے وہ مرتکب قتل شبہہ عمد کا ہوا سزا اوسکی بہ حکم شرع شریف دیت ہے چونکہ دیت نہین لی جاتی اسواسطے ملزم مذکور سزاوار حبس مادام الحیواۃ ہے اگر گولی تفنگچہ کی نوکدار تھی تو ملزم مرتکب قتل عمد کا ہوا جس کی سزا قصاص ہے)

افسوس ہے کہ مجھے علامہ فہامہ جناب مفتی لطف اللہ صاحب کے تینون افادات مرقومہ الصدر سے دیانتہً اختلاف کرنا لازم آتا ہے - میری راے یہہ ہے کہ اگر بندوق کی گولی از قبیل مثقل ہی ہو لیکن جب اوس سے جرح واقع ہو اور وہ جرح موجب قتل انسان ہو تو یہہ قتل عمد ہے اور گولی حسب فتواے دوم کاسر نہین ہے بلکہ جسم انسان کے لئے جارح ہے لہذا حسب فتواے سوم نوکدار یا مدور گولی کی تحقیق ضرور نہین ہے حکم دونون کا واحد ہے بشرطیکہ اون سے مقتول مجروح ہو اور بسبب جرح فوت ہو -

کتب معتبرہ مین قتل عمد کی تعریف حسب ذیل ہے

ما تعمد ضربہ بسلاح کالسیف ونحوہ فی تفریق الاجزاء کالمحدد من الخشب ومن الحجر ومن الليطة والنار - ۱۲ کنز الدقائق -

الاول عمد وھو ان یتعمد ضربہ ای ضرب الآدمی فی ای موضع من جسدہ بالۃ تفرق الاجزاء مثل سلاح ومثقل لو من حدید جوھرۃ او محدد من خشب او زجاج ۱۲ تبصیر انوار و در المختار

القتل تعمد ضربہ قصدا بما یفرق الاجزاء ۱۲ نقایہ وجامع الرموز۔

فالعمد ما تعمد ضربہ بسلاح او ما اجری مجری السلاح فی تفریق الاجزاء کالمحدد من الخشب والحجر والنار ۱۲ لسان الحکام۔

جو تعریفات منقول ہوئے ہین یہہ متون[۱] معتبرہ مین مندرج اونکو شروح اور فتاوی پر ترجیح ہے۔ کما لا یخفی علی اھل العلم۔ ان تعریفات کے ملاحظہ سے واضح ہوتا ہے کہ آلہ قاتلہ کے مادہ اور صورت کو داخل تعریف نہین کیا ہے۔ صرف اوسکی علت غائی کو داخل تعریف کیا ہے وہ علت غائی تفریق الاتصال ہے جسکو جرح کہتے ہین۔ کیونکہ جرح کے معنی اہل لغت نے تفریق الاتصال بیان کئے ہین۔ علی ہذا اس تعریف مین قطع بھی داخل ہے جسکے معنی ابانت ہین۔

۲۔ تعریف مین کالسیف ونحوہ بطور مثال داخل ہے بطور شرط لازمی نہین ہے علی ھذا لفظ محدد تمثیلا وارد ہے چنانچہ جو تعریف تبصیر الانوار اور در المختار مین مرقوم ہے اوس مین مزید تصریح و توضیح بالۃ تفرق الاجزاء کے آگے مثل سلاح ومثقل لو من حدید جوہرہ او محدد من خشب لکھدیا ہے تاکہ یہہ امر واضح ہو جاوے کہ محدد و مشروط اور داخل تعریف نہین ہے۔ داخل تعریف تفریق الاتصال یا بعبارۃ اخری جرح وقطع ہے۔ لہذا جناب مفتی صاحب کا یہہ کلام موجہ نہین ہے کہ جرح وہی ہے جو آلہ محدد سے واقع ہو عبارت مذکور کے ملاحظہ سے واضح ہوتا ہے کہ کسی آلہ سے جب تفریق الاتصال ہو جاوے وہ جرح ہے۔ خواہ محدد ہو یا مثقل۔ جب مثقل سے جرح واقع ہو وہ بھی جارح باعتبار اپنے وصف جرح کے کہا جائیگا۔ موید تعریفات مذکورہ اور نیز میرے بیان مذکورہ بالا کی بے انتہا روایات موجود ہین بلکہ یہانتک کہنا ممکن ہے کہ اسکے خلاف مسئلہ قتل عمد مین کوئی روایت وارد ہی نہین ہوئی ہے اس موقع پر چند روایات معتبرہ اور نقل کی جاتی ہین۔

وکذلک اذا قتلہ بما لیس من جنس الحدید کالصفر والرصاص والذھب

وکذلک اذا قتلہ بما لیس من جنس الحدید ولکن عمل عملہ کالاحراق بالنار فی اصح الروایات عن ابی حنیفہ رح۔ اس روایت اور نیز روایات سابقہ سے یہہ امر بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ آگ سے جلا کے قتل کرنا قتل عمد ہے اور صاحب قدوری نے علاوہ متون مذکورہ صدر کے [illegible] فرمایا ہے کہ صحیح [illegible] واقعہ ہے یہہ امر ثابت ہے کہ امام ابوحنیفہ رح کی

یہی راے ہے ۔ اس صورت مین بالقطع یہہ امر طے ہو جاتا ہے کہ تحقق قتل عمد مین آلہ محدد مشروط و ملزوم نہین کیا گیا کس لئے آگ بارہ دار نہین ہے لیکن تفریق الاتصال کرتی ہے اسی طرح جس آلہ مین یہہ وصف پایا جاوے گا وہ تفریقات مذکورہ صدر مین داخل ہو جائیگا یہہ وصف گولی مین پایا جاتا ہے ۔

اسی طرح الفتروی مین یہہ روایت وارد ہے اذا قتل انسانا معصوما بالحجر العظیم او الخشب الکبیر الذی لا یطیق البنیة احتماله لا یجب القصاص عند ابی حنیفه وهو قول زفر وعندهم والشافعی یجب و هذا اذا لم یجرح وان جرح بحجر العظیم او الخشب الکبیر فان القصاص یجب بالاتفاق ۔ اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ محدد شرط لازمی نہین ہے اسلئے کہ جرح غیر محدد سے واقع ہوتا ہے حجر عظیم اور خشب کبیر غیر محدد اس روایت مین مقصود ہین ۔ ورنہ اگر محدد مقصود ہوتی اختلاف امام ابو حنیفہ رح جو مذکور ہے اوسکی کوئی وجہ نہتی ۔ کیونکہ محدد پتھر یا لکڑی سے وقوع قتل عمد کے وہ قائل ہین ۔ اس روایت کے ملاحظہ سے اور نیز اور روایات کے ملاحظہ سے یہہ امر واضح ہوتا ہے کہ جب آلہ قتل غیر از جنس حدید ہو اور محدد نہو تو اوسکے لئے دو شرطین ہین اول عادةً موجب ہلاکت ہو ثانیاً اوس سے جرح یعنی تفریق الاتصال واقع ہو اور جنس حدید مین شرط اول نہین ہے دفع اشتباہ کے لئے لکھا جاتا ہے کہ الفتروی مین ایک روایت یہہ بھی موجود ہے ۔ لو جرح رجلا بالخشب ومات لا یجب القصاص ۔ یہہ روایت مذکورة الصدر کے منافی نہین ہے ۔ ان دونون مین فارق یہہ الفاظ ہین ۔ عظیم و کبیر و لا یطیق البنیة مع ہذا خزانة المفتیین مین منقول ہے وان اصاب بظهر الحدید ان جرح یجب القصاص علی الاصح ظهر الحدید سے غیر محدد مراد ہے اور لفظ ظهر احتراز ہے محدد سے اس سے بھی یہہ ثابت ہوتا ہے کہ محدد ہونا لازم نہین ہے ۔ معذلك فتاوی قاضیخان مین مرقوم ہے ۔ اذا حصل القتل عمدا بآلة جارحة کالسیف والسکین والرمح والسهم حدید اکانت آلة او غیر حدید کما لو ذبح بلیطة القصب والرمح الذی لا اسنان له بعد ان یکون محددا او الحجر والعمود والنشابة والسهم الذی لا نصل فیه اذا رماه واصابه فجرحه او ضربه بعمود حدید او ما یشبه الحدید کالنحاس وما یشبه الرصاص والذهب والفضة فجرحه او شق بطنه بخشب محدد او رماه بسنجة الف درهم فجرحه او لم یجرحه فمات من ذلك یقتل ۔ اس روایت سے تصریحاً ثابت ہے کہ عمود جو مثقل ہوتا ہے ۔ اور بے گانسی کے تیر اور نیزے کی

ڈانڈ سے اور ہزار درہم کے وزنی ترازو کے بٹے سے جرح واقع ہوتا ہے اور ایسے جرح سے جو قتل
واقع ہو وہ قتل عمد ہے۔ روایت مذکورہ کے ضمن میں قاضی خان نے وکذا لو ضربہ بسنجۃ خمسین
او عشرۃ او خمسۃ او ما یکون قدر وزن خمسۃ یقتل بہ جرحہ او لم یجرحہ گو عدم اشتراط جرح کیا ہے
لیکن یہہ امر بھی اس روایت سے ثابت ہے کہ مثقل سے جرح واقع ہوتا ہے مع ہذا یہہ روایت
ہے وان قتلہ بمر بفتح المیم ما یعمل بہ فی الطین یقتص ان اصابہ بحد الحدید او ظہرہ وجرحہ
اجماعا ۱۲ در المختار۔ اس روایت سے یہہ ثابت ہے کہ باڑہ دار آلہ کی پشت سے جو مثقل ہے
اجماعا قتل عمد ہوتا ہے۔ اسی طرح سیکڑوں روایتیں اس باب میں موجود ہیں جنکا تذکرہ خالی از طول
نہیں ہے لہذا اب مخصوص وہ نصوص بیان ہوتے ہیں جنمیں تصریح اس امر کی موجود ہے کہ جو قتل بندوق
کی گولی سے جرحا واقع ہو وہ قتل عمد ہے۔ امام طحطاوی فرماتے ہیں قلت علی ظاہر الروایۃ لا شک
فی وجوب القصاص بالقتل بالبندقۃ لانہا من جنس الحدید وعلی الاصح یقتص ایضا لجرحہا فان
نظرنا الی ظاہر الروایۃ وجب القصاص بالقتل بہا وان لم تجرح وعلی الاصح یجب اذا جرحت ۱۲
یہہ روایت صحیح تر ہے اور اس امر پر نص جلی ہے کہ جب بندوق کی گولی سے قتل جرحا واقع ہو وہ قتل
عمد ہے۔ گولی کو فارسی میں فندق کہتے ہیں اوسکا معرب بندق و بندقہ ہے۔ لغات میں یہہ تصریح موجود
ہے کہ بندقہ طین مدور کو کہتے ہیں۔ او بندقۃ الرصاص رصاص مدور کو کہتے ہیں۔ اس سے وہ احتمال
رفع ہوگیا جو جناب مفتی لطف اللہ صاحب نے اپنے تیسرے فتوی میں فرمایا ہے کہ نوکدار گولی سے قتل عمد ہوگا
اور گول سے شبہہ عمد یہہ بہی رفع ہوگیا کہ گولی کا سر ہے جارح نہیں ہے۔ ثابت ہوگیا کہ جارح ہے۔
یہہ احتمال رفع ہوگیا کہ جرح غیر محدد سے نہیں ہوتا۔ اگر گولی کو غیر محدد بتسلیم کر لیں تاہم اس روایت سے
ثابت ہوگیا کہ اوس سے جرح ہوتا ہے۔ مثل اسکی فقیہہ شامی کی یہہ نص جلی موجود ہے۔ فالقتل ببندقۃ
الرصاص لانہا من جنس الحدید وتجرح فیقتص بہ لکن اذا لم تجرح لا یقتص بہ۔ عقود الدریہ میں
یہہ نص موجود ہے۔ روی الطحاوی عن الامام اعتبار الجرح فی الحدید ونحوہ قال الصدر الشہید
وہو الاصح ورجحہ فی الہدایہ وغیرہا کما ستاتی فی الفصل الآتی فی مسالۃ المثقلات وعلی کل فالقتل بالبندقۃ
الرصاص عمد لانہا من جنس الحدید وتجرح فیقتص بہ لکن اذا لم تجرح لا یقتص بہ علی روایۃ
الطحاوی۔ واضح ہو کہ امام طحاوی کی وہی روایت اس مقام پر مقصود ہے اور جو اس فتوی کی قتل
صاحب عقود الدریہ نے نقل کی ہے۔ جس سے جناب مفتی صاحب نے اپنے فتوی دوم وسیوم میں
استدلال فرمایا ہے اس جا پر عجیب و غریب اختلاف واقع ہے۔ جناب مفتی لطف اللہ صاحب جس

روایت کی بنا پر گولی کے قتل کو شبہہ عمد تجویز فرماتے ہین اوسی روایت کی بنا پر علامہ طحطاوی اور علامہ امین الشہیر بابن عابدین قتل عمد تجویز کرتے ہین اب ہم متردد ہین کہ آیا جناب مفتی صاحب کے استدلال کو ان دونون عالمون کی دلیل پر ترجیح دین یا نہین - کہ گولی کا سر جے جارح نہین ہے اور جارح وہ آلہ ہے جو نوکدار یا باڑھ دار ہو - ہم اگر جناب مفتی صاحب کی اس راے پر عمل کرین - تو یہہ نتیجہ پیش پا افتادہ ہے کہ بعض جاہل اور ظالم گروہ انسان کو زیادہ تر تکلیف اور ظلم سے قتل کرنے کی یہہ صورت اختیار کرتے ہین - کہ بڑے پہاٹک کے دونون پٹون مین دونون ٹانگین باندہ دیتے ہین - اوس کے بعد پہاٹک کے دونون پٹون کو چند آدمی بلکے زیادہ کھولدیتے ہین - اور اسی طرح اوس مظلوم معلق کے دونون ٹانگون مین تفریق الاتصال پیدا کرتے ہین یہانتک کہ دو پارہ ہوجاے چونکہ دونون پٹ باڑھ دار نہین ہین اسلئے حسب راے جناب مفتی صاحب یہہ تفریق اتصال جرح نہین ہے اور وہ ظالم جنہون نے اس ظلم سے قتل عمد کیا مرتکب قتل عمد کے نہین ہین - بخلاف اسکے جس نے نشتر سے زیادہ خون بہاکے ایک انسان کو قتل کیا وہ مرتکب قتل عمد ہے اب اس موقع پر عقل سلیم کیا حکم کرتی ہے - ہم اون اول الذکر ظالمون کے حق مین بموجب تعریفات مذکور الصدر یہہ کہہ سکتے ہین کہ تفریق اتصال واقع ہوئی لہذا قتل عمد ہے - درحقیقت بپابندی مذہب امام ابوحنیفہ رح اس سے بہتر تعریف نہین ہوسکتی تہی جو اہل متون نے اختیار کی ہے - اگر بآلہ تفرق الاجزا ترک کرکے بآلہ محدد کے ساتھ تعریف کرین جیسا کہ جناب مفتی صاحب کا مقصود ہے اور وہ اوس پر اصرار فرماتے ہین - تو عجیب و غریب وقتون کا سامنا ہے - اول یہہ کہ غیر محدد آلات کا قتل مثل گرز وغیرہ کے جو آلات ہین - اور فی نفس الامر اونکے ضرب سے جرح کیا آدمی کا سر ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا ہے اور زیادہ تکلیف اور سختی سے فوت ہوتا ہے قتل عمد کی تعریف سے خارج ہوجائیگا جو خلاف منشا شرع ہے دوم یہہ کہ نوک اور باڑھ کی بہی ہمکو تعریف کرنی لازم ہوگی - کیونکہ آلات مختلف باڑھ کے ہین اور اونکے مختلف نوکین ہوتی ہین - اگر ہم اسوقت اصول ہندسہ کی طرف رجوع کرینگے اور باڑھ کو خط اور نوک کو نقطہ کے ساتھ معرف کرینگے تو یہ ایک موہوم تعریف قتل عمد کی ہوگی - اگر عرف عام پر بلا تعریف محول کردینگے تو گدالی یا سنبہل کی نوک سے بندوق کی گولی بہی مخصوص ہوگی اس تقدیر مین ہمکو تسلیم کرنا پڑیگا کہ گولی نوکدار ہے - علاوہ برین انجن کے پہیئے کے نیچے جب ایک آدمی لٹاکے دو ٹکڑے کیا جائیگا - تو یا ہمکو کہنا پڑیگا کہ قتل عمد نہین ہوا پہیا باڑھ دار نہین ہے اس لئے شبہہ عمد ہے یہہ اصل منشاء شرع کے خلاف ہوگا - اور جب

ہم یہ کہینگے تو اوسوقت ورثہ مقتول جسکا مورث اس ظلم سے قتل کیا گیا ہو کس نظر سے ہمارے منہہ دیکھینگے
اگر ہم اوسکو محدد تسلیم کرلینگے اور کرنا چاہیئے اوس وقت یہہ نتیجہ نکلیگا کہ دو انچہ کی چوڑی باڑھ ہوی
کیا اس سے گولی بڑی ہو تی ہے - پس اس تقدیر مین بہ پابندی مذہب امام ابو حنیفہ رح جو تعریف
فقہائے آلہ قتل کی آلہ تفرق الاجزا کے ساتھ کی ہے - جس مین گولی اور اس قسم کے کل آلات
داخل ہو جاتے ہین - اس سے بہتر تعریف ممکن نہ تھی -
بالتفرق الاتصال کے تحت مین آلات ذیل آجاتے ہین اور اوس کے افراد ہین -

نقیض

(۱)	آلہ محدد و جارحہ	(۱)	غیر محدد و غیر جارحہ
(۲)	آلہ محدد قاطعہ	(۲)	غیر محدد و غیر قاطع
(۳)	آلہ جارحہ	(۳)	غیر جارح

یہہ تینون افراد باہم متناقض نہین ہین - اول و دوم کے نقیض غیر محدد و غیر جارحہ ہے -
اور سیوم کے نقیض صرف غیر جارحہ اسکی مثال اس روایت سے ظاہر ہو گی -

مثال

اذا[1] قتل انسانا معصوما بالحجر العظیم او الخشب الکبیر الذی لایطیق البینۃ احتمالہ لایجب
القصاص عند ابی حنیفہ وھذا[2] اذا لم یجرح وان جرح حجر العظیم او الخشب الکبیر فان القصاص
یجب بالاتفاق صورت اولی ہر سہ افراد کے مخالف ہے - اوس کا حکم سقوط قصاص ہے صورت ثانیہ فرد ثالث کے
مطابق ہے اوسکا حکم وجوب قصاص ہے اتفاقا -
دوسری مثال باب الاصطیاد مین حسب ذیل ہے -

مثال

وان[1] رماہ بسیف او بسکین فاصابہ بحدہ فجرحہ حل - وان[2] اصابہ بقفاء السکین او بمقبض السیف
حرم -[3] ولو رماہ فجرحہ فمات بالجرح ان کان الجرح مدمیا حل اتفاقا الخ
حکم اول فرد اول کے مطابق ہے - یعنی بالہ محدد جارحہ -
حکم ثانی مین وہ صورت ہے جو ہر سہ افراد تعریف کے نقیض ہے اوسپر حکم حرمت ہے -
تیسرا حکم فرد ثالث کے مطابق ہے - یعنی جارح غیر محدد - اور یہہ نقیض بالہ محدد جارحہ کے نہین
ہے - کیونکہ اوسکے نقیض بالہ غیر محدد و غیر جارحہ ہے -

توجن روایات مین بآلہ محدد یا بآلہ محدد جارحہ یا جنمین صرف بآلہ جارحہ ہو اون کو باہم متضاد نہ سمجھنا چاہیے - مین دیکھتا ہون کہ بعض اشخاص کو اس قسم کی غلط فہمی ہوتی ہے - کہ وہ ایسے روایات کے ذریعے سے جن مین بآلہ محدد جارحہ یا بآلہ محدد قاطعہ وارد ہے اون روایات کو جنمین صرف بآلہ غیر محدد و جارحہ پایا جاتا ہے مرجوح کرنا چاہتے ہین اور باہم متناقض قرار دیتے ہین لیکن فی الواقع ایسا نہین ہے یہ دونون قسم روایتین اپنے مقام پر محکم ہین

بموجب روایت امام طحاوی جسکا یہ مقصود ہے کہ اعتبار الجرح فی الحدید -
صرف تعریف آلہ جارحہ کے ساتھ کرنی ممکن تھی - لیکن اس تعریف سے صورت قطع خارج ہوئی جاتی تھی کیونکہ قطع اور ہے اور جرح اور - قطع وہ ہے جو ناقابل اندمال والتیام ہو - اور جرح وہ جو قابل التیام ہو - قطع کی معنی ابانت کے ہین - اگر تلوار سے سر کاٹا جاتا تو یہہ صورت تعریف جرح سے خارج ہوجاتی - اسلئے بآلہ ما تفرق الاتصال اہل متون نے تعریف کی ہے - اور یہہ تعریف جامع اور مانع ہے حیدرآباد مین ایک مدت سے احکام قصاص بموجب مذہب امام ابو حنیفہ رح نافذ ہین اور سب بلحاظ اسی تعریف کے بندوق کی گولی کو جارح یا فارق الاتصال سمجھا کئے ہین کسی عالم نے مثل جناب مفتی صاحب کے افادہ نہین فرمایا ہے یہہ معمولی اور رسمی علما نہ تھے - یہہ عالم باعمل اور تجربہ کار تھے - چنانچہ اونمین چند عالمون کے اسماے گرامی اس جا بیان کئے جاتے ہین - مولوی کرامت علی صاحب - مولوی احمد علی صاحب شکر گنجی - مولوی امین الدینخان صاحب دہلوی - مولوی معین الدینخان صاحب دہلوی - مولوی موید الدینخان صاحب دہلوی ابن مولوی رشید الدینخان جو دہلی کے ایک فاضل جید تھے جنکا علم و فضل مشہور عالم ہے - جناب مولوی مفتی محمد سعید خانصاحب مغفور و جناب مولوی حسن عطاء اللہ خان صاحب خلف نواب بدر الدولہ قاضی مدراس جنکے علم وفضل کو تمام علماے ہند تسلیم کرتے ہین - نواب عماد جنگ فقیہ الفقہا جنکی عمر کا بڑا حصہ فصل خصومات مین گزرا - جناب مولوی وحید الزمان خانصاحب المخاطب بوقار نواز جنگ - یہہ بزرگ جامع معقول و منقول و محدث فقیہ ہین اور بیندرہ برس تک انہون نے عدالت کا کام کیا ہے - ایسے علما نے صدہا مقدمات مین یہہ تجویز فرمایا ہے کہ بندوق کی گولی جارحہ ہے اور جو قتل اس سے واقع ہو وہ موجب قصاص ہے تمام سلطنت عثمانیہ مین جو معدن علوم ہے اسی پر فتوی ہے چنانچہ چند فتاوی اس جا ان علما کے نقل کئے جاتے ہین -

سئل فی رجلین شهد علیهما بعد دعوی الخصم بانهما ضربا رجلا ببندقیتین دفعة واحدة عمدا فاصابه منهما رصاصة فی بطنه والاخری فاتت من تحت ابطه وخدشته خدشا

هينا لم يحصل به ضرر عادة ومات من ذلك ولم يعلم من تسبب ايهما لعدم العلم بعين صاحب الرصاصة القاتلة —

اجاب اذا ادعى الولي القتل عمدا على الرجلين معا او على احدهما معينا واثبت دعواه بالوجه الشرعي قضي بالقصاص عليهما او على احدهما والا فلا قصاص والله تعالى اعلم —

سئل في جماعة من بلدين تقاتلوا مع بعضهم فقتل واحد من احد البلدين باصابة رصاص عمت فيه فتوجه لمنزله فاقام يوما عليلا في الفراش ومات بجراحات الرصاص بمنزله الذي ببلده وورثته على رجل معلوم من البلد الثانية بانه ضربه بالرصاص المذكور من بارودة عمدا امرئين ومات بذلك بعد توجهه لمنزله ببلده مجروحا وانكر المدعى عليه ذلك كليا فعرف الورثة ان لهم بينة من اهالي بلدة المقتول التي مات بها يشهدون ان المدعى عليه هو القاتل واقاموا بينة من بلدة المقتول شهدوا بذلك فهل لا تقبل شهادتهم لانهم من اهل بلدة المقتول للعداوة وللتهمة ولجر نفع لان دفع القسامة والدية عن انفسهم او تقبل شهادتهم بما يشهدون وهل اذا قلتم برد شهادة اهل بلد المقتول جميعهم واقاموا بينة من بلد اخرى شهدوا وطبق دعوى المدعين اي بالقتل عمدا بالرصاص وصحت هل يكون في ذلك قود او دية

اجاب لا تقبل شهادة اهل القرية بقتل غيرهم كما افاده في الخيرية وغيرها اي لو حصل القتل فيها او بمكان مباح هي اقرب اليه من غيرها وموجب القتل بالرصاص من القود ولم يوضح بالسؤال المكان الذي وجد فيه المقتول وقد صرحوا بانه يراعى المكان الذي وجد فيه وان القسامة والدية على اهله لان القتيل وجد بين اظهرهم وفي ارضهم والحفظ عليهم ولا يلزم سواهم الا ان يدعي عليه الولي ويثبت ذلك بالبرهان ودعواه على واحد منهم او عليهم جميعا او على غيرهم معهم لا يسقط القسامة منهم ووجوب القسامة والدية على اهل المحلة او القرية التي وجد فيها القتيل مقرر عند علمائنا مشهور في اغلب كتبهم المعتمدة مذكور وذلك لان الحفظ وصيانة الموضع عن ان تهرق فيه الدماء وتقتل فيه القتلى عليهم فابعد الاعتبار قالوا اذا التقى قوم بالسيوف فاجلوا عن قتيل فالقسامة والدية على اهل المحلة لا على الملتقين كذا في الخيرية زاد في التنوير وشرحه الا ان يدعي الولي على اولئك او يدعي على بعض معين منهم فلم يكن على اهل المحلة شيء ولا على اولئك حتى يبرهن لان بمجرد الدعوى لا يثبت الحق وبرئ اهل المحلة لان قوله حجة عليه اه وفي الخيرية وقد صرحوا بان المحلتين والسكتين وكل محلين احدهما منفصل عن الآخر ان وجد القتيل في احدهما فالقسامة والدية على اهله دون الآخر فاذا علم ذلك ينظر الى دعوى المدعي

عند عدم ثبوتها فان ادعی علی الاقرب وطلب القسامة من اهله یجاب الی ذلک ویحکم لہ بها او بالدیة علیهم وعلی عواقلهم ان ادعی الخطأ وعلیهم خاصة ان یدعی العمد وان ادعی علی غیر الاقرب فلا بد من البرهان کما هو شان سائر الدعاوی فی غیر هذا الشان اھ وبهذا یعلم حکم ما اذا وجد القتیل بین البلدتین وکان الی احدهما اقرب واللہ تعالی اعلم۔

سئل عن قضیة من قاضی الجیزة محصلها ادعی بعض ورثة مقتول مع غیبة الباقی علی القاتل بانہ قتل مورثهم بطبنجة ضربها فاصابته رصاصتها فمات لوقته بسبب ذلک فاقر القاتل بموته بسبب ذلک الا انہ لم یقصده بل قصد شخصا آخر وشهدت بینة بانہ دخل فی البیت الذی کان فیہ المقتول مع غیره وضربہ بالطبنجة المذکورة فاصابت المقتول فمات لوقتہ بسبب ذلک فما الحکم والحال هذه۔

اجاب اذا شهدت البینة بالقتل بالآلة الجارحة لا یقبل قول القاتل لم اقصده بخلاف ما لو اقر وقال اردت غیره لانہ ثبت من جهتہ مطلقا عن قید العمدیة والخطئیة فیقبل منہ ما اقر بہ ویحمل علی الادنی کما نقلہ فی رد المحتار علی الدر المختار عن العلامة الرملی وعلیہ فموجب القتل المذکور اذا ثبت بالبینة القصاص ولا یصیر احد الورثة خصما عن البقیة فی استیفاء القصاص عند ابی حنیفة رضی اللہ تعالی عنہ فان اقام احد الورثة بینة بقتل مورثہ یرید القود لا یقید حتی یحضر الغائب لکنہ یحبس فان حضر الغائب یعیدها ثانیا لیقتل القاتل عند امامنا الاعظم واللہ تعالی اعلم۔

سئل فی رجل جهادی اراد بعض اهل بلدة امساک اخیہ لعسکر الجهادیة فضرب ذلک الجهادی احد من یرید امساک اخیہ ببندقیة فخرجت منها رصاصة فمات بها المضروب وکان ذلک فی بلد غیر بلد القاتل والمقتول بمنزل رجل منها مخصوص فجاء ورثة المقتول وهی امہ وزوجتہ وولد صغیر الی مجلس الحکم ووکلا اخا المیت فی الدعوی واقام القاضی علی الولد الصغیر وصیا فادعوا علی ذلک القاتل انہ قتلہ بالبندقیة فی محل فلان وفصلوا الدعوی وانکر الجهادی حصول الضرب منہ للمقتول وانما اعترف بوقوع مشاجرة وقتال بین اهل بلد المقتول والبلد الثانی الذی مات فیہ المقتول وقتل بینهم الشخص القتیل المذکور فاقام المدعون بینتین واحدة من البلد التی قتل بها واخری من بلد القاتل والمقتول فشهدوا ا معینا بانہ قتلہ الجهادی المدعی علیہ عمدا برصاصة بالبندقیة ورأوا فعلہ وحرکتہ فعارض المدعی علیہ جمیع الشهود بان

البينة التي من بلده وبلد القتيل بينهما وبين المدعي قرابة من جهة بنوة العم سيما وكانوا حاضرين برفقة المقتول بضبط انكار الجهادية وصدقوه على الدعوى وانكروا القرابة والبينة التي من بلد الذي وجد به المقتول متهمة بدفع ضرر القسامة والدية عنهم فهل تقبل شهادة البينة التي من البلد التي قتل بها القتيل لتهمتها بدفع الضرر والقسامة والدية عن بلدهم لا سيما واحد الشهود صاحب المنزل الذي حصل به القتل ولا عبرة بجرح البينة الثانية التي من بلد القاتل والمقتول بانهما من قرابة المقتول ولا يخشى منهم برفقة المقتول لاخذ انكار الجهادية وهل اذا صحت شهادة البينة الثانية وجب القصاص بها حالا او يؤخر الى كمال القاصر واذا اخر لكمال القاصر يحبس او يطلق بكفيل -

اجاب نعم لا عبرة بطعن المدعي عليه بما ذكر في البينة الثانية ولا في الاولى بما عدا مالك المنزل الذي حصل فيه القتل ويقضى بها بعد التزكية والتعديل اذا طابقت الشهادة الدعوى وللكبار القود قبل كبر الصغار اذا لم يكن الكبير اجنبيا عن الصغير فاذا كان الابن المذكور من زوجة المقتول على ما في فتاوى الحانوتي او مطلقا على ما افتى به الشلبي ومال عليه في رد المحتار يكون للام والزوجة المذكورتين القود قبل بلوغ الصغير والله تعالى اعلم -

سئل من قاضي الجيزة عن حادثة مضمونها ادعى رجل بطريق نيابة الشرعية عن ورثة ميت على رجلين بانهما تعديا على المورث المذكور وضربه كل منهما بآلة خرجت منها رصاصة فاصابت احداهما في صدره خرجت من خلفه والاخرى في ركبته اليمنى في المفصل خرجت من بطن رجله وتمرض وتوفي بسبب ذلك فسئل من المدعي عليهما عن ذلك فانكرا ذلك كليا فعارضهما المدعي بان احدهما المعين اقر بضرب المتوفي المذكور حال حياته بالرصاصة المذكورة في صدره خرجت من خلفه فذكر المدعي عليه المذكور ان اقراره بذلك صدر من شدة حرارة الضرب الواقع عليه بامر المديرية وانه لم يحصل منه ذلك -

اجاب يعامل المقر بموجب اقراره حيث لا مانع ما لم يثبت انه اقر مكرها ولا يلزم من الاقرار بالضرب الاقرار بالقتل والدعوى على وجه المذكور غير كافية لعدم استيفاء شرائط الصحة اذ لم يبين فيها انهما ضرباه معا او على التعاقب والمثخن من الضربين من غيره والله تعالى اعلم -

سئل في حادثة على يد قاضي الجيزة مضمونها ادعى اولياء مقتول على رجل بان المقتول

فی لیلة کذا خرج من منزله وذهب الی الجرن الموضوع به محصول زراعته فلما وصل الیه رای المدعی
علیه وهو ولد عمه جالسا بالجرن المذکور مع جماعة فجلس معهم ثم ترکهم وقام الی قطعة من الجرن
جاریة فی ملك رجل یدعی کذا ونام ثم استیقظ وقام ومشی حول الجرن فتعدی علیه ولد عمه المدعی
علیه واطلق فیه متعمدا بارودة کانت معه معمرة بالبارود وبها رصاص فخرجت الرصاصة و
اصابته فی فخذه الایسر فوق رکبته ودخلت فیها وقطعت الجلد وهشمت العظم وغاصت فی
فخذه وخرجت من راس فخذه من الجهة السفلی ووقع الی الارض فادرکه بعض اقاربه وسالوه
عمن فعل به فاخبرهم عن المدعی علیه المذکور بانه ضربه بالرصاصة علی الوجه المسطور وذهبوا به
الی منزله بناحیة کذا ومکث علیلا به الی وقت شروق الشمس ومات بسبب ذلك وانحصر
میراثه فی ورثته المعلومین ثم توفی والد المقتول عن ورثة معینین من غیر شریك فی المطالبة
بما یترتب علیه بسبب ذلك بالوجه الشرعی فسئل من المدعی علیه عن ذلك فاجاب بالاعتراف
فی ذلك جمیعه وذکر ان سبب کونه اطلق فی ولد عمه المذکور البارودة المذکورة عدم معرفته
له وزعمه انه لص لکونه حین قام ناداه من هذا فلم یرد علیه فاطلق فیه البارودة المذکورة
فاصابته الرصاصة علی الوجه المسطور فی فخذه الایسر ومات بسببها عن ورثته المذکورین علی
الوجه المسطور۔

اجاب اذا ادعی اولیاء القتیل علی رجل بانه قتل مورثهم عمدا برصاصة اصابته وجرحته
واقر المدعی علیه بالقتل فان اطلق القتل فهو خطاء لحمله علی الادنی کما روی عن ابی یوسف صرح
به علماءنا فتجب الدیة فی ماله فی ثلاث سنین بخلاف ما اذا ثبت علیه القتل بالالة الجارحة
ببینة ولم تذکر الشهود العمد فانه یقتص من القاتل ولو شهدوا انه قتله عمدا او انه مات به فهو
احوط افاده الانقانی وان اقر المدعی علیه بالعمد بموت المقتول بسبب ذلك قتل بطلب الاولیاء
حیث لم یوجد منهم ولا من احدهم عفو ولا مانع کما هو موجب القتل العمد والا فلا والله تعالی اعلم

سئل بافادة من قاضی ومفتی مدیریة البحیرة فی ٢٣ ربیع الاخر سنه ١٣٠٠
مضمونها ان مجلس ابتدائی اسکندریة احال علی هذه المحکمة نظر تداعی محمد زغلول الحلوانی
المقیم بالحی عثمان بمدیریة البحیرة علی احمد حسن الجعفری البربری بشان تعدی المدعی علیه
علی حسنة زوجة محمد زغلول السالف ذکره واطلق المدعی علیه المذکور فی المرأة المذکورة بندقیة
مملوءة بارود او رشا عمدا عدوانا بغیر حق فی جنبها الایسر وجرحها جرحا مهلکا سال منه الدم و

ماتت المرأة حسنة فی اللیلة التی ضربها فیها بسبب الضرب المذکور وخلفت من الورثة زوجها محمد اذ علو المدعی وولدیها ان نویة من زوجها المرقوم والسید من غیرہ وبعد صحة الدعوی قد صار استجواب المدعی علیہ وانکر جمیع ما ادعی بہ واثبت المدعی وفاة المرأة المذکورة وورثتہا مع باقی ورثتہا لہا شرعا بالطریق الشرعی فہل ینتظر بلوغ السید احد الورثة لانہ اجنبی عن المدعی للحکم فی ہذہ الحادثة ام اذا اثبت المدعی علی المدعی علیہ دعواہ القتل یجری اما مہا ویحکم فیہا بما یثبت شرعا۔

اجاب صرح علماؤنا بان للکبار من ورثة المقتول عمد القود قبل کبر الصغار فی قول الامام ابی حنیفة الا اذا کان الکبیر اجنبیا عن الصغیر والذی مال الیہ العلامة ابن عابدین ان ذلک منحصر فی احد شریکی الملک اذا کان اجنبیا عن الشریک الآخر الصغیر اما مثل الزوج او الزوجة اذا کان الصغیر لیس منہ فلا یدخل فی الاجنبی کما افتی بہ العلامة ابن الشلبی و بناء علی ذلک فلزوج المراءة المقتولة عمدا المذکورة القصاص قبل کبر ولدہا السید المذکور المرزوق لہا من غیرہ بعد استیفاء ما یلزم شرعا واللہ تعالی اعلم۔

اب صرف ایک پہلو باقی ہے کہ علماے استنبول خصوصاً شیخ الاسلام دولت عثمانیہ اور علامہ طحطاوی اور ابن عابدین مصنف عقود الدریہ و رد المختار نے عالیجناب افقہ الفقہا مفتی لطف اللہ صاحب کے دلائل ساطعہ و براہین قاطعہ سے مستفید ہونیکے قبل افادات مذکورہ الصدر فرماے ہین اگر وہ استفادہ کرتے تو غالبًا اپنے آراء سے رجوع فرماتے ان بزرگوارون کو خصوصًا جو مرحوم ہوچکے ہین مطلع کرنا تو مشکل تھا لیکن الحمد للہ جناب مستطاب مولانا مولوی عبد الحق صاحب خیر آبادی نے بملاحظہ ادلہ جناب مفتی صاحب جو راے ظاہر فرمائی ہے وہ اس جا مندرج کی جاتی ہے۔ جناب موصوف الیہ کا علم و فضل اور ذہن و ذکا۔ نہ صرف اہل ہند مین مسلم ہے بلکہ عرب و عجم اوسپر افتخار کرتے ہین۔ جمیع فرق اسلام اونکی تصنیفات کثیرہ سے مستفید ہوتے ہین یہہ کہنا کچھ مبالغہ نہین ہے کہ اسوقت ہند مین وہ اپنے آپ نظیر ہین۔

فتواے جناب مولوی محمد عبد الحق خیر آبادی
مدظلہ العالی

صورت مسئلہ مین قتل جو گولی سے ہوا ہے ظاہر الروایت و روایت طحاوی دونون طور سے موجب قصاص و قتل عمد ہے لیکن مفتی صاحب حیدرآباد نے ظاہر الروایت کے رو سے ہونا قتل عمد کا تسلیم فرماتے ہین اور حسب روایت طحاوی تسلیم نہین فرماتے بلکہ شبہہ عمد قرار دے کے موجب

قصاص تجویز نہین کرتے حالانکہ اختلاف ترجیحات روایات کی صورت مین ظاہر الروایت قابل عمل
کے ہوتے ہی ماہرین فقہہ پر یہہ قاعدہ مسلمہ پوشیدہ نہین ہے - نہ محتاج پیش کرتے دلیل کا ہے آخر
بحث ہذا سے قطع نظر کرکے علی سبیل التنزل مفتی صاحب مذکور کے اس رای کو کہ روایت طحاوی راجح
اور قابل عمل کے ہے تسلیم کرکے یہہ امر ثابت کیا جاتا ہے کہ گولی کا قتل حسب روایت طحاوی بھی قتل عمد ہے
تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ بمقتضاے روایت طحاوی قتل عمد کی تحقیق کے واسطے ہونا جراحت کا نظر
ہے مگر مفتی صاحب گولی کے قتل مین تحقیق جراحت سے انکار کرکے قتل عمد قرار نہین دیتے صرف اسقدر
دلیل پیش فرماتے ہین کہ قبل ازین علماء دہلی نے فتوی دیا تھا کہ گولی بندوق کی جارح نہین ہے کا سر ہے
حالانکہ کتب مین تصریحات اس کے موجود ہین کہ گولی بندوق کی جارح ہے اور سلاح کے قائمقام تفرق
اتصال اوس سے پیدا ہوتا ہے - چنانچہ طحطاوی حاشیہ درالمختار مین مذکور ہے وفی حاشیہ الی
السعود المسکین فالمقتول بالبندقۃ تقیض لہ اذ ھی آلۃ یقصد بہا القتل وتجرح وتفرق الاجزاء
وقال شیخنا وقد رجع الی ھذا من کان تنازع فی کون القتل بہا عمدا موجبا للقصاص ۃ
ھکذا فی الحاشیۃ الشامیہ علاوہ اسکے جیسے کہ پیدا ہونا جراحت کا گولی سے مثبت قتل عمد کو ہے
اسیطرح چلانا گولی کا اور نفوذ اور سرایت کرکے ہلاکت کو پہنچانا اوسکا مثبت قتل عمد کو ہے روایات
مندرجہ ذیل سے یہہ امر بخوبی ثابت ہوتا ہے - وفی البزازیۃ حمی تنورا او القی فیہ انسانا او
القاہ فی النار یجب القصاص کالسلاح وکذا اکل ما لا یلبث آلہ ای لا یمکث اذا ضرب
بل ینفذ قال المکی قال الرملی وکل ما لا بلبث عادۃ الخ صریح فی ان القتل بالبندقۃ عمد
کذا فی الطحطاوی وایضاً فیہ ما کان من غیر جنس الحدید ان عمل الحدید فھو عمد
الا فلا کما اذا احرقہ بالنار عمد لانہا تعمل عملہ لانہا تشق الجلد انتہی بقدر الحاجۃ - دستخط

(مولوی محمد عبدالحق صاحب)

اسقدر بیان و استدلال کے بعد شاید مین یہہ کہنے پر ماذون ہون کہ جب آگ اور نیزے کے ڈانڈ اور
بے گانسی کا تیر اور لوہے کا گرز اور حجر عظیم اور خشب کبیر اور ظہر الحدید یعنی باڑ و آرہ کی پشت اور
مثقل حدید ہم جنس حدید و ترازو کے بٹے جارح قرار دئیے جائین اور ان سے جو مقتول ہو وہ مقتول
بالعمد سمجھا جاوے پس بندوق کی گولی کی کیا خطا ہے کہ وہ جارح نہ سمجھی جاوے حالانکہ وہ ہلاکت کے
لئے ایجاد ہوی ہے اور بجاے اسلحہ سابق کے وہ مستعمل ہے تمام اسلحہ سابق و حال پر اس قدر غلبہ
ہے کہ اوسکو ام الاسلحہ کہنا کچھہ مبالغہ نہین ہے - شیر کا شکار اوس کے بائین ہاتھہ کا کھیل ہے جو اس

قاتلہ کو کام مین لاے اور دوسرے کام تمام کرے اوس پر آیا یہ گمان ہوسکتا ہی کہ وہ مرید علی القتل نہ تھا - بلکہ اوس کے نسبت علی الظاہر یہی قیاس قائم ہوگا کہ وہ متعمد علی القتل تھا بشرطیکہ اسکے خلاف ثابت نہو کیونکہ تعمد ایک امر ذہنی ہے جب متعمد اوس کو نہ ظاہر کرے تب بجز اوس فعل کے جو اوس متعمد سے سرزد ہو کوئی ذریعہ دریافت کا موجود نہین ہے یہی منشاء امام ابوحنیفہ رح کا ہے ہدایہ مین مرقوم ہے - لان العمد ھو القصد ولا یوقف علیہ الا بدلیلہ وھو استعمال الآلۃ القاتلۃ فکان متعمدا فیہ عند ذلک ۱۲ کیا بندوق آلہ قاتلہ نہین ہے اگر ہے تو ہدایہ کے اس روایت کے خلاف اور نیز روایات سابقہ کے خلاف یہہ کیون کہا جاتا ہے کہ اوس سے قتل عمد نہین ہوتا - ظاہر ہے کہ آلہ جارحہ کی تقیید امام ابوحنیفہ رح فرماتے ہین لیکن صاحبین اور امام شافعی و امام مالک رح کا منشا یہہ ہے کہ عادۃً جو آلہ مہلک ہو اور اوس سے بالارادہ قتل واقع ہو وہ عمد ہے - جرح اور جارح کو مشروط نہین فرماتے ہین اب اگر ہم امام ابوحنیفہ رح کے وسعت قول مین ایک اور حد قائم کرکے اوسکو مضیق کردین اور بنا دلیل آلہ جارحہ کی تعریف سے بندوق کو خارج کردین جو اسوقت اغلب آلات قتل ہے اور اسی لئے ایجاد ہوئی ہے اور اسی سے اکثر قتل واقع ہوتے ہین تو گویا ہمنے ایک غالب درجہ تک قصاص کو مفقود کردیا جسکی نسبت اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے ولکم فی القصاص حیوۃ اگر فقہ سے ایسا مستنبط بھی ہوتا کہ بندوق آلہ جارحہ نہین ہے تو ہمکو چاہئے کہ بنظر مصلحت عامہ ہم اس کو تاویل کرین - نہ کہ نصوص جلیہ فقہا جو اوسکے آلہ جارحہ ہونے پر موجود ہین اور تمام سلطنت ہاے اسلامیہ مین علما اوسی پر عمل کرتے ہین اون کی تاویل علیل کرین - اس موقع پر اگر جناب مفتی صاحب کے افادات کی پوری نقل کردون تو بیجا نہوگا وہ یہہ ہین - اور نظر غایر سے دیکھنے کے قابل ہین -

فتوای اوّل مورخہ ۵ ماہ شہریور ۱۳۰۲ف - مسمی کالیگا ملزم کے نسبت قتل شبہ عمد ثابت ہوتا ہے کیونکہ موافق تحقیق علما کے جو قتل بندوق کی گولی سے ہو وہ از قبیل قتل بالمثقل ہے پس کالیگا ملزم سزاوار سزاے قتل شبہ عمد ہے -

واضح ہو کہ بیان سابق سے یہہ امر ثابت ہوچکا ہے کہ شبہ عمد اوسوقت ہے جبکہ جرح واقع نہو اور بعد جرح قتل عمد ہے - مقتول مجروح ہوا اور اوسی جرح سے فوت ہوگیا لہذا قتل عمد ہے - اسی بنا پر سرکار نے بحوالہ روایات شرعیہ اس فتوی کو مسترد فرمایا - اور ظاہر ہے کہ گولی کا ثقل انسان کے لئے مہلک نہین ہے - بلکہ اوسکا زخم قاتل ہے - بعد تعرض سرکار یہہ فتوی مدلل دوسرا مقدمہ مین جناب مفتی صاحب نے ارقام فرمایا ہے -

فتوای دوم - اس مقدمہ مین گواہان رویت کا بیان خالی از شبہات نہین مگر شیخ مدار ملزم نے عدالت فوجداری ضلع بید مین خود اقرار کیا ہے کہ مین نے ملا محمد حسین کو بسبب عداوت کے تفنگچہ کی گولی سے مارا ہے دوسرے دن وہ مرگیا - بعد سماعت فرد قرار داد جرم ملزم نے مثل سابق اقرار ارتکاب جرم کیا پس شیخ مدار کے ذمہ بسبب اوس کے اقرار کے جرم قتل ملا محمد حسین

ثابت ہے اسمین کلام نہین ہے کہ جو قتل تفنگچہ کی گولی سے ہوا از قسم عمد ہے یا شبہ عمد مقتضائے ظاہر الروایت تو یہ ہے کہ یہ قتل از قبیل قتل عمد ہے اور قاتل سزاوار قصاص ہے اور جو قتل آلہ آہنی سے ہوتا ہے وہ قتل عمد ہی ہوتا ہے خواہ وہ آلہ آہنی جارح ہو یا نہو رد المحتار

حاشیہ در المختار مین لکہا ہے کہ ما تعمد قتلہ بالحدید کالسیف والسکین والرمح وجمیع ما کان من الحدید سواء کان یقطع او یبضع کالسیف ومطرقۃ الحداد ولا یشترط الجرح فی ظاہر الروایۃ اس روایت کے موافق مقدمہ ہذا مین شیخ مدار ملزم مرتکب قتل عمد کا ہوا اور لایق قصاص ہے - مگر ابو جعفر طحاوی حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہین کہ جو قتل آلہ آہنی یا اوسکے مثل دوسری شے سے ہووے علی الاطلاق قتل عمد نہین ہے بلکہ اوسمین جرح شرط ہے بعض فقہانے اس روایت کو ترجیح دی ہے فی رد المحتار وروی الطحاوی عن امام رح اعتبار الجرح فی الحدید ونحوہ قال الصدر شہید ہو الاصح ورجحہ فی الہدایۃ وغیرہا - اب یہہ امر قابل لحاظ ہے کہ گولی بندوق یا تفنگچہ کی جارح ہوتی ہے یا نہین - زمانہ غدر ہندوستان سے پہلے علماء دہلی نے باتفاق فتوی اسپر دیا تھا کہ گولی بندوق کی جارح نہین ہوتی بلکہ کاسر ہوتی ہے - پس بلحاظ روایت امام طحاوی جسکو صاحب ہدایہ نے ترجیح دی ہے معہ ملاحظہ فتوای علماء دہلی گولی کا قتل شبہہ عمد ہے اور ظاہرا احتیاط بہی امام طحاوی کی روایت مین ہے - اس سے پہلے ایک ایسے ہی مقدمہ مین جس مین قتل عمد بندوق کی گولی سے بالقصد ہوا تھا بنظر احتیاط روایت امام طحاوی و فتوای علمای دہلی پر مینے یہہ فتوی دیا تہا - کہ یہہ قتل از قبیل شبہہ عمد ہے اور اس مقدمہ مین بھی میری یہی راے ہے روایت امام طحاوی کو بنظر احتیاط مین اختیار کرتا ہون کیونکہ فتوای مقدمات خون مین احتیاط ہے پس اس مقدمہ مین بھی یہی فتوی دیتا ہون کہ یہہ قتل از قسم شبہہ عمد ہے -

اس فتوی مین دلیل مطابق دعوی نہین ہے بلکہ مخالف دعوی ہے - واضح ہو کہ روایت رد المختار صریح دلالت کرتی ہے کہ آلہ حدیدی سے جو قتل واقع ہو عام اس سے کہ بوقوع جرح ہو یا نہو موجب قصاص ہے اور اسکا خود جناب مفتی صاحب نے اعتراف فرمایا ہے - نہایت

امام طحاوی وہ صریحاً جناب مفتی صاحب کے دعوی کے خلاف ہے اوس سے یہہ امر ثابت
ہوتا ہے کہ مطلق حدید سے خواہ وہ محدد ہو یا مثقل جرح ہوتا ہے ۔ اس تقدیر مین اگر حسب
بیان جناب مفتی صاحب گولی غیر محدد تسلیم بھی کرلیجائے تاہم جارح ہے ۔ علامہ طحاوی کی عبارت
یہہ ہے ۔ اعتبار الجرح فی الحدید ونحوہ ھو الاصح ۱۲ اطلاق مطلق کا اوسی طرح معتبر ہوتا ہے
جسطرح تقیید مقید کی فی اصول ایمنا ان المطلق یجری علی اطلاقہ کما ان المقید یجری علی
تقییدہ بحر الرائق ۱۲ لہذا ثابت ہوگیا ۔ کہ مطلق حدید سے جرح متعلق ہے ۔ نہ خاص محدد سے
اگر یہہ دو کلیہ تسلیم کرلئے جائین تو البتہ امام طحاوی کی روایت جناب مفتی صاحب کے مفید مدعا ہوگی
اول یہہ کہ کل حدید محدد دوم یہہ کہ لا یحصل الجرح الا بالمحدد ۔ اور ظاہر ہے کہ یہہ دونون
قضیہ کلیہ نہین ہین ۔ تو اسلئے نہ مطلق حدید سے صرف حدید محدد نہ جرح سے صرف جارح محدد ثابت
ہوسکتا ہے ۔ اور اگر قضیہ اولی ثابت بھی ہو تو گولی کا لے باڑہ اور بے نوک کے محدد ہونا ثابت ہوگا
بلکہ برخلاف مفتی صاحب اس روایت سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ مطلق حدید جارح ہے اور یہی
امر فی نفس الامر ہے اور اسی لحاظ سے تعریف آلہ قتل کی بما یفرق الاتصال کے ساتھ کی گئی
ہے ۔ ورنہ ۔ بالۃ محدد ایک مختصر عبارت مین ہوسکتی تھی ۔ یہی معنی جو مینے بیان کئے ہین
علامہ طحطاوی اور علامہ ابن عابدین نے روایت طحاوی کے اختیار کئے ہین چنانچہ مزید توضیح ان
دونون کتابون کی عبارت اس مقام پر علی الترتیب نقل کیجاتی ہے ۔ تاکہ یہہ امر واضح ہوجاے
کہ دونون روایتون کا مفہوم کیا ہے ۔ عبارت علامہ طحطاوی کی یہہ ہے قال فخر الدین قاضیخان
فی فتاواہ ظاہر الروایۃ فی الحدید وما یشبہ الحدید کالنحاس وغیرہ لا یشترط الجرح لوجوب
قصاص ۔ وعلی روایۃ الطحاوی العبرۃ للجرح نفسہ حدیدا کان او غیرہ قال فی الینابیع
وھذہ الروایۃ اصح ۔ قلت فعلی ظاہر الروایۃ لا شک فی وجوب القصاص بالقتل بالبندقۃ
لانہا من جنس الحدید وعلی الاصح یعتبر ایضا الجرح بہا فان نظرنا الی ظاہر الروایۃ
وجب القصاص بالقتل بہا وان لم تجرح وعلی الاصح یجب اذا اجرحت ۔
علامہ طحطاوی مفتی صاحب کے دونون روایات مستدلہ پر یہہ نتیجہ مترتب فرماتے ہین ۔ کہ روایت
اولی کے بنا پر جب گولی سے جرح واقع نہ ہو اور اوسکے ضرب سے بغیر زخم کے قتل واقع ہوجاے تو
قاتل مرتکب قتل عمد اور قابل قصاص ہے اور روایت ثانیہ علامہ طحاوی کی بنا پر فرماتے ہین کہ جب
جرح ہو تو قتل عمد ہے اور قاتل قابل قصاص ہے ۔ تو اس سے اچھی طرح ثابت ہوگیا کہ روایت

مستدلہ جناب مفتی صاحب اون کی موافق مدعا نہین ہے بلکہ مخالف مدعا ہے علاوہ برین علامہ ابن العابدین مصنف رد المختار کی عبارت مرتب و منظوم اس طرح پر واقع ہے جسکو مفتی صاحب نے اپنے فتوی مین کاملاً نقل نہین فرمایا ہے ۔

العمد ما تعمد قتلہ بالحدید کالسیف والسکین والرمح والخنجر والنشابۃ والابرۃ والاشفی وجمیع ماکان من الحدید سواء کان یقطع او یبضع کالسیف ومطرقۃ الحداد والابرۃ وغیر ذالک سواء کان الغالب منہ الھلاک ام لا ولا یشترط الجرح فی الحدید فی ظاہر الروایۃ لانہ وضع للقتل قال تعالی وانزلنا الحدید فیہ باس شدید وکذا کل مایشبہ الحدید کالصفر والرصاص والذھب والفضۃ سواء کان یبضع او یرض حتی لو قتلہ بالمثقل منہا یجب علیہ القصاص کما اذا ضربہ بعمود من صفراء ورصاص وروی الطحاوی عن الامام اعتبار الجرح فی الحدید ونحوہ وقال الصدر الشہید وھو الاصح وبحثہ فی الہدایۃ وغیرہا کما سیاتی فی فصل الاتی فی مسئلۃ المر ۔ قلت وعلی کل فالقتل بالبندقۃ الرصاص عمد لانہا من جنس الحدید وتجرح فیقتص بہ لکن اذا لم تجرح لا یقتص بہ علی روایۃ الطحاوی کما افادہ ۔

اس سے بھی ثابت ہو گیا کہ امام طحاوی رح کی جس روایت سے مفتی صاحب نے استدلال فرمایا ہے کہ بندوق کی گولی کاسر ہے جارح نہین ہے ۔ اوسی روایت کی بناپر علامہ ابن عابدین فرماتے ہین کہ جارح ہے ۔ آیا اب کچھ شک باقی ہے کہ دلیل بدعوی کے خلاف ہے ۔

جو تمسک علماے دہلی کے فتوی سے جناب علامہ فہامہ مفتی صاحب نے فرمایا ہے اوسکی حالت یہہ ہے کہ نہ علما کا نام ہے نہ نشان نہ اونکا قول ہے نہ بیان صرف یہہ ارقام فرمایا ہے کہ (علماء دہلی نے بالاتفاق فتوی اسپر دیا تھا کہ گولی بندوق کی جارح نہین ہوتی بلکہ کاسر ہوتی ہے) مین خیال کرتا ہون کہ یہہ روایت جناب مفتی صاحب تک معتبر ذریعہ سے نہین پہنچی ہے غالباً علماے دہلی نے ایسا فتوی نہین دیا ہوگا کیونکہ جب صراحت سابقہ مخالف نصوص جلیہ فقہا ہے ۔

تیسرا فتوی ۔ جناب مفتی صاحب کا حسب ذیل ہے یہہ فتوی جناب موصوف نے میرا استفتا (ھل القتل ببندقۃ الرصاص عمد ام شبہ الخ) شائع ہونیکے بعد ترقیم فرمایا ہے ۔

اس مقدمہ مین مسمی جے سنگہ ملزم پر یہہ دعوے کیا گیا ہے کہ اوس نے بحالت خصومت و تکرار سمی جہنا سنگہ برادر حقیقی حضور سنگہ مدعی و شوہر مسماۃ بالو بائی مدعیہ کو گولی تفنگچہ سے مجروح

کیا۔ جسکے صدمہ سے دوسرے روز بہناسنگہ مذکور مرگیا۔ ملزم کو ارتکاب جرم سے انکار ہے مسمیان کرم سنگہ۔ سوبہا سنگہ۔ انند سنگہ۔ ایا سنگہ۔ چارگواہان نے رویت واقعہ کی شہادت دی ہے سب نے بالاتفاق بیان کیا ہے کہ ہمنے قریب سے بچشم خود دیکھا کہ ... سنگہ ملزم نے مسمی بہناسنگہ مقتول کو تفنگ کی گولی سے مجروح کیا۔ شہادت شہود سے ملزم کا مرتکب جرم منسوبہ ہونا ثابت ہے

قبل اسکے کہ نسبت ملزم مذکور فتوای شرعی تحریر کیا جاوے بیان اس امر کا علی سبیل الاختصار ضرور ہے کہ بندوق کی مدد گولی سے جو قتل واقع ہو وہ قتل عمد ہے یا شبہ عمد۔

واضح ہے کہ ظاہر الروایہ تو یہہ ہے کہ لوہے سے یا اوس کے مثل تانبے وغیرہ سے جو قتل بالقصد ہو وہ قتل عمد موجب قصاص ہے خواہ آلہ قتل محدد یعنے بارھ دار یا نوکدار ہو یا نہو خواہ وہ آلہ جرح کرے یا کسر کرے۔

لا یشترط الجرح فی الحدید وما یشبہ الحدید فی ظاہر الروایۃ کذا فی الکفایۃ والبحر الرایق۔ القتل العمد ما تعمد ضربہ بالسلاح کالسیف والسکین والرمح والنشابۃ وما کان من الحدید کالعمود وسنجۃ المیزان سواء کان لذلک حدۃ تبضع بضعا او لم یکن لہ حدۃ کذا فی الینابیع۔

مگر امام طحاوی نے جو روایت امام اعظم رحمۃ اللہ سے کی ہے اوسمین قتل عمد کے لئے آلہ قتل کا محدد یعنے بارھ دار یا نوکدار ہونا شرط ہے خواہ آلہ حدید و مثل حدید نحاس وغیرہ کا ہو یا حجر وغیرہ کا بموجب اس روایت کے جو قتل آلہ حدیدی غیر محدد سے واقع ہو گا مثلاً ترازو کے باٹ سے کوئی شخص کسیکو قتل کرے یا لوہے کی ونڈے سے قتل کرے وہ قتل عمد نہو گا بلکہ اوس کو قتل شبہ عمد کہینگے۔ فی الکفایۃ ذکر الطحاوی عن امام ابی حنیفۃ رح اذا قتلہ بسنجۃ حدید او عمود لا حد لہ فھو لیس بعمد حتی لا یجب القصاص بل ھو خطاء عمد۔ وفی رد المحتار روی الطحاوی عن الامام اعتبار الجرح فی الحدید ونحوہ وفی الانقرویۃ روی الطحاوی عن ابی حنیفۃ رح اذا قتلہ جرحا یجب القود بای آلۃ کانت وان لم یجرح لا یجب القود بای آلۃ کانت وفی شرح الھدایۃ للعینی اذا قتلہ بعود او سنجۃ حدید لا حد لہ فلیس بعمد عندہ — روایت امام طحاوی کی فقہا کے نزدیک اصح اور راجح ہے اور صاحب ہدایہ نے بھی اوسی کو ترجیح دی ہے اور شارحین ہدایہ کے نزدیک بھی یہی روایت صحیح و معتبر ہے۔

فی العقود الدریۃ الاصح اعتبار الجرح فی الحدید ونحوہ وصححہ فی الھدایۃ واقرہ الشراح

علے خلاف ظاہر الروایۃ - یہانتک کلام سابق سے یہہ نتیجہ حاصل ہوا کہ فقہا کے نزدیک راجح اور واضح یہہ ہے کہ قتل عمدہ وہ ہوتا ہے جو آلہ محدد وجارحہ سے واقع ہو خواہ وہ آلہ لوہے تانبے وغیرہ کا ہو خواہ لکڑی پتھر کا - اب قابل غور یہہ امر ہے کہ بندوق کی مدور گولی جرح کرتی ہے یا نہین - کلام فقہا جو کتاب الصید مین مذکور ہے دال ہے اسپر کہ گولی مذکور جرح نہین کرتی اسی وجہ سے گولی کے شکار کو وہ حلال نہین کہتے کیونکہ حلت شکار کے واسطے آلہ شکار کا محدود ہونا شرط ہے تاکہ جرح متحقق ہو اور ظاہر ہے کہ مدور گولی محدد نہین ہوتی پس وہ جرح بھی نہین کرتی -

فی رد المحتار لایخفی ان الجرح بالرصاص انما ہو بالاحراق والثقل بواسطۃ اندفاعہ العنیف اذ لیس لہ حد فلا یحل وبہ افتی ابن نجیم -

تنبیہہ - اس روایت مین جرح بمعنی عام ہے اور معتبر باب اصطیاد وقصاص مین بمعنی قطع ہے طحاوی مین مرقوم ہے - قلت فالاحتیاط فی صید الرصاص ان لایوکل لانہ یقتلہ بواسطۃ اندفاعہ العنیف لابحدہ - وفی الفتاوی الکبری لابن حجر المکی سئل رحمہ اللہ تعالی عن بنادق الارصاص والافرنج التی فیہا البارود والنار ھل یحل الاصطیاد بہا وھل ھی کغیرھا من البنادق التی یصطاد بہا اولا فاجاب بقولہ لاخلاف فی حرمۃ الرمی الی الصید بالبنادق التی فیہا البارود والنار

محصل اس عبارت کا یہہ ہے کہ رومیون اور فرنگیون کے بندوقین جنمین بارود اور آگ ہوتی ہے اونسے شکار بالاتفاق حرام ہے - وجہ حرمت یہہ ہے کہ اون بندوقون کی گولیان جارح نہین ہوتین اسواسطے اون کا شکار حلال نہین ہوتا پس اون بندوقون سے شکار کرنا اتلاف روح حیوانی بلافایدہ ہے

فی حاشیۃ الاختیار شرح المختار لایوکل ماقتلہ البندقۃ لانہ فی معنی الموقوذۃ ای المقتولہ ضرباً بما لیس فیہ حدۃ کالعصا والبندقۃ المعتادۃ قدیما مایصنع من الطین واما البندقۃ المعتادۃ الآن وھو مایصنع من الحدید والرصاص وغیرہ ویرمی بالنار فیحرم مطلقا لانہ یحرق مذقف سریعا یقتل بشدۃ ضربہ لابحدہ ولاحدۃ فی بندقۃ الرصاص اصلا -

وفی السراج الوھاج ثم البندقۃ اذا کان لہ حد یجرح اکل وان لم یکن لہ حد لم یوکل وکذا کل آلۃ لو امات بثقلہ لم یوکل وما کان لہ حد فجرح اکل -

ان عبارات فقہیہ سے واضح ہوتا ہے کہ حلت صید کیواسطے آلہ محدد یعنی نوکدار یا بادھار چاہیے اور بندوق کی مدور گولی محدد نہین ہوتی اسواسطے اوس کا مارا شکار حلال نہوگا ہان اگر بندوق کی گولی نوکدار ہوگی جیسے کہ اب اکثر فوج والون کے پاس سنی جاتی ہین تو اوس کا مارا شکار حلال ہے

جیسا کہ عبارت سراج وہاج سے ظاہر ہے۔
فقہاء رحمہم اللہ تعالی کی ان عبارتوں سے واضح ہوگیا کہ بندوق کی مدور گولی محدد نہیں ہوتی پس وہ جارح بھی نہوگی کیونکہ جرح بمعنی القطع کے واسطے حدت آلہ ضروری ہے پس جو قتل بندوق کی گولی مدور سے واقع ہوگا حسب روایت امام طحاوی رح جو راجح اور مقبول عند اکثر الفقہا ہے قتل عمد نہوگا معہذا فقہا لکھتے ہین کہ جس آلہ کا مارا ہوا جانور حلال ہوتا ہے اوس آلہ کے قتل سے قصاص لازم آتا ہے اور جس آلہ کا مارا ہوا جانور حلال نہین ہوتا اوس آلہ کے قتل سے قصاص بھی لازم نہین آتا۔ فی العالمگیریۃ کل ما بہ الذکاۃ بہ القود وما لا فلا وفی الانقرویۃ و الحاصل ان کل ما تتعلق بہ الذکاۃ فی البھائم یتعلق بہ وجوب القصاص وما لا یتعلق بہ الذکاۃ لا یتعلق بہ وجوب القصاص کذا ذکرہ الناطفی فی الاجناس۔ یہہ تو اوپر ثابت ہوگیا کہ بندوق کی گولی کا مارا جانور حلال نہین تو بحکم کلیہ ثانیہ گولی کے قتل سے قصاص بھی نہین لازم آوے گا۔

محصل کلام یہہ ہے

کہ بعد تفتیش اقاویل فقہا یہہ امر پایہ ثبوت کو پہونچتا ہے کہ جو قتل بندوق کی مدور گولی سے واقع ہو اوس مین قول راجح اور معتبر عند الاکثرین یہہ ہے کہ وہ قتل از قسم قتل شبہہ عمد ہے پس اس امر پر بنا کرکے فتوای شرعی اس مقدمہ مین تحریر کرتا ہون۔

فتوی

چونکہ بشہادت شہود ثابت ہے کہ مسمی بیج سنگہ ملزم نے مسمی جہنا سنگہ کو بلا سبب تفنگچہ کی گولی سے کہ غالبًا وہ مدور ہوگی قتل کیا اسواسطے وہ مرتکب قتل شبہہ عمد کا ہوا سزا دار اوس کے بحکم شرع شریف دیت ہے چونکہ دیت نہین لیجاتی اس واسطے ملزم مذکور سزا دار حبس مادام الحیوۃ ہے۔ اگر گولی تفنگچہ کی نوکدار تھی ملزم مرتکب قتل عمد کا ہوا جسکی سزا قصاص ہے واللہ اعلم۔

اعتذار

مینے جو اس فتوی مین ظاہر الروایۃ کو نہین اختیار کیا بلکہ روایت عدم وجوب قصاص کو اختیار کیا ہے اوسکے دو وجہ ہین۔ ایک تو یہہ کہ اکثر فقہاے اہل حل وعقد اوسکے قائل ہوئے ہین اور بعد عدم وجوب قصاص بھی اوس کو ترجیح دی ہے۔ دوسری یہہ کہ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ مفتی سے یہہ خطا ہو کہ مجرم کے برادت کا فتوی دے تو بہتر ہے اس خطا سے کہ بے قصور کی

سزا کا فتوی دے ۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادرؤا الحدود عن المسلمین ما استطعتم فان وجدتم للمسلم مخرجا فخلوا سبیلہ فان الامام لان یخطی فی العفو خیر من ان یخطی فی العقوبۃ ۔ رواہ الترمذی ۔

مقام غور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطای عفو پر خیر کا اطلاق فرمایا ۔ یہان دو شبہہ وارد ہوتے ہین ایک یہہ کہ حدیث شریف مین ذکر حدود کا ہے نہ قصاص کا ۔ دوسرا یہہ ہے کہ حدیث شریف مسلمین کی نسبت ہے نہ کفار کی نسبت ۔ اول کا جواب یہہ ہے کہ قصاص کا بھی یہی حکم ہے ۔ فی الاشباہ والنظائر القصاص کالحدود فی الدفع بالشبہۃ ولا یثبت الا بما ثبت بہ الحدود ثانی کا جواب یہہ ہے کہ کفار سلطنت آصفیہ بحکم اہل ذمہ ہین اور ذمیون کی نسبت وارد ہے کہ دماؤھم کدمائنا واموالھم کاموالنا ۔ اور یہہ خیال نہ کیا جاے کہ اگر گولی کے قتل سے قصاص نہ لیا جائے گا تو یہہ احتمال ہے کہ انتظام ملکی مین خلل واقع ہو ۔ اسواسطے کہ ایسا مجرم بے سزا تو نہین چھوڑا جاتا دیت بھی سزا ہے حبس دوام بھی سزا ہے معہذا باب سیاست کشادہ ہے درصورت احتمال فساد عظیم ایسے مجرم کا قتل بھی سیاسۃً بحکم شرع شریف جائز ہے ۔

اس تیسرے فتوی مین جو روایتین جناب مفتی صاحب نے نقل فرمائے ہین وہ دو طرح کے ہین اول متعلق قصاص ۔ یہہ روایتین وہی ہین جنکی نسبت مفتی صاحب کے فتوی دوم کے ضمن مین بحث کی گئی ہے یا اونکے مثل اور ہم معنے ہین ۔ فتوای دوم مین جناب مفتی صاحب نے ملکی جرح پر علمای دہلی کے اقوال سے مدد لی تھی مگر اس تیسرے فتوی مین ۔ یہہ تجویز فرمایا ہے کہ امام طحاوی نے قتل عمد کے لئے آلہ قتل کا محدد یعنے بارہ دار یا نوکدار ہونا مشروط کیا ہے روایت مذکورہ کے لاحظہ سے واضح ہوگا کہ اوس مین صرف لفظ حدید ہے محدد نہین ہے ۔ یہی روایت بکرات و مرات مفتی صاحب نے نقل فرمائی ہے سنجۃ المیزان اور عمود کے متعلق جو روایت لکھی ہے وہ بھی خارج از بحث ہے ۔ کیونکہ اوس کا مقصود یہہ ہے کہ جب ان آلات سے قتل بلا جرح واقع ہو تو حسب روایت امام طحاوی قتل شبہہ عمد ہوگا دوسرے طرح کی روایتین وہ ہین ۔ جو متعلق بہ صید ہین ۔ ان روایات سے جناب مفتی صاحب نے بواسطہ روایات مندرجہ ذیل استدلال فرمایا ہے

(۱) کل ما بہ الذکاۃ بہ القود وما لا فلا ۔

(۲) ما تتعلق بہ الذکاۃ فی البہایم یتعلق بہ وجوب القصاص وما لا یتعلق بہ الذکاۃ

الا یتعلق بوجوب القصاص ۔
اور جناب مفتی صاحب عکس قضیہ اولی یعنی الا فلا سے یہہ استدلال فرماتے ہین کہ بندوق کی گولی سے صید حرام ہے اس لئے بندوق کی گولی سے قتل عمد بھی نہو گا ۔
اگر جناب مفتی صاحب اس امر کی تنقید فرماتے کہ عکس یعنے قضیہ ثانیہ لائق استدلال ہے یا نہین تو اونپر واضح ہوجاتا کہ حسب روایات مندرجہ ذیل وہ مخدوش ہوچکا ہے اور لائق استدلال باقی نہین رہا ہے اکابر فقہانے اوسکی تغلیط کردی ہے ۔
ذکر ہذا العقود الثلاثۃ نقضا لعکس الکلیۃ وہو قولہ الا فلا وہو ظاہر لان المشروط فی الذکاۃ فری الاوداج وانہار الدم وذلک لا یحصل بالسبعۃ والتنور الخ رد المحتار طحطاوی مین مرقوم ہے (قولہ کل ما بہ الذکاۃ) ای الذی یحصل بہ الذکاۃ یترتب علی القتل بہا القود ولا ینعکس کلیا لان المشروط فی الذکاۃ فری الاوداج وانہار الدم الخ ۔
تو اب نتیجہ یہہ نکلا کہ اگر مفتی صاحب یہہ ثابت کردین کہ بندوق سے صید درست نہین ۔ تو اونکی دلیل بسبب عدم انعکاس کلی خارج از بحث ہوجائیگی ۔ اگر اس کے خلاف ہم ثابت کردین ۔ تو بموجب کلیہ اولی ہماری دلیل تمام ہوجائیگی اور ہم اوس سے فایدہ اوٹھائنگے ۔ چنانچہ یہی مسلک ہمنے سابق مین اختیار کیا ہے ۔ کہ بندوق سے صید درست ہے ۔
دوسری بحث اسی ضمن مین یہہ ہے کہ جو استدلال روایت طحطاوی اور رد المحتار اور عقود الدریہ سے ہمنے پہلے کیا ہے جس کا یہہ مقصود ہے کہ بندقۃ الرصاص سے بعد وقوع جرح قتل عمد ہوتا ہے اس سے ہمارے مقصود کا ثبوت بدلالت مطابقی ہوتا ہے لیکن کتاب الصید سے جس طرح مفتی صاحب نے استدلال فرمایا ہے اس مین بعد فرض انعکاس کلی اگر ہے تو دلالت التزامی ہے ظاہر ہے کہ التزام سے مطابقہ مرجوح نہین ہوسکتی ۔
اب ہم اس بحث سے قطع نظر کرکے یہہ کہتے ہین کہ ہرگز ان روایات سے جناب مفتی صاحب کا یہہ دعوی ثابت نہین ہوتا ہے کہ بندوق کی گولی جارح نہین ہے اور نہ یہہ دعوے ثابت ہوتا ہے کہ بندوق کی گولی سے ذکات نہین ہوتی ۔
پہلا فتوی ابن نجیم کا وہ غیر معتمد ہے اوس پر فتوی دینا نہ چاہئے ۔ تیسرا فتوی ابن حجر المکی کا ہے یہہ شافعی المذہب ہین حنفی مفتی کو اسپر فتوی دینا ممنوع ہے ۔ اب ہم اس بحث سے بھی قطع نظر کرتے ہین اور یہہ فرضا تسلیم کرلیتے ہین کہ جناب مفتی صاحب کو استدلال جائز ہے ۔

تاہم یہہ ثابت ہوتا ہے کہ اون مین سے کسی روایت کا یہہ مقصود نہین ہے - کہ بندوق کی گولی جارح نہین ہے اور تفریق الاتصال نہین کرتی ہے - یہہ بھی پانچ روایتین ہین - روایت سوم مانحن فیہ ہے اس وجہہ سے خارج ہے کہ وہ صرف بارود بھر کے جانورون کی شکار کرنے سے متعلق ہے اوس مین مطلقاً گولی کا ذکر نہین ہے - جناب مفتی صاحب نے شاید بر بناء تسامح ترجمہ مین گولی کا تذکرہ فرمایا ہے پانچوین روایت غلیل سے متعلق ہے اس لئے کہ جہان بندقہ کا لفظ آتا ہے اس سے مٹی کی گولی مقصود ہوتی ہے جو غلیل سے چھوڑے جاتی ہے -

اب صرف تین روایتین باقی رہتے ہین - ابن نجیم[۱] - علامہ طحطاوی[۲] شرح المختار[۳]

ابن نجیم کی دلیل یہہ ہے کہ جرح رصاص سے بالاحراق والثقل واقع ہوتا ہے - علامہ طحطاوی کی دلیل یہہ ہے کہ صید اندفاع عنیف کی وجہہ سے مرتا ہے گولی کی حدت سے نہین مرتا - تیسری روایت کا یہہ مقصود ہے ویرمی بالنار یحرم مطلقا لانہ محرق بندق سرہا لقتل بشدۃ ضربہ لا بحدہ

ان تینون روایتون کا یہہ مقصود نہین ہے جو متنازع فیہ ہے کہ بندوق کی گولی جارح ہی یا نہین - خود علامہ طحطاوی باب القصاص مین بڑے شد و مد سے جارح ہونا گولی کا ثابت کر چکے ہین - فتوای ابن نجیم اور روایت شرح المختار مین جو بہی وارد ہے وہ بسبب احراق ذی روح ہے - اور باب قصاص مین احراق موجب قتل عمد ہے کہ جیسا کہ روایات سابقہ مین بیان ہو چکا - مین نہین جانتا کہ یہہ روایتین جناب مفتی صاحب کے دعوی کے کیونکر مطابق ہین

رہا یہہ امر کہ فی نفسہ اون دلائل سے جو اونمین مذکور ہوئے حرمت صید ثابت ہوتی ہے یا نہین ہے - میری رای یہہ ہے کہ یہہ سب دلائل فن طبعیات اور طب و تشریح سے متعلق رہتے ہیں دلیل کہ گولی مین ضرب نار سے پیدا ہوتی ہے متعلق بعلم طبعیات ہے - اور یہہ دلیل کہ گولی محرق ہے اور صید بوجہ ناریت مرتا ہے یا بوجہ زخم متعلق بہ طب ہے علاوہ برین یہہ دلیل کہ اندفاع عنیف سے صید مرتا ہے یا زخم سے فن طب سے تعلق رکھتے ہین اسی طرح ثقل سے مرتا ہے یا زخم سے متعلق بہ طب ہے -

یہہ جملہ تین دلیلین ہین -

(۱) احراق

(۲) ثقل

(۳) اندفاع عنیف

دلیل اوّل بوجوہ ذیل غیر صحیح ہے - وجہ اول - پانی کے اندر بندوق کے چھرّون سے مچھلیان
مرجاتی ہین - وجہ دوم ڈاینامیٹ سے سمندر کے اندر جہاز پاش پاش ہو جاتے ہین سوم
گولی اور بارود مین چھرّے یا کاغذ کی موٹی ڈاٹ سے فصل کر دیا جاوے تاہم گولی توڑتی ہے
دلیل دوم بھی صحیح نہین ہے - ثقل سے قتل اوسکو کہتے ہین جو دب کے یا کچل کے مر جاوے -
گولی کا ثقل انسان اور بہائم کو نہین کچل سکتا - طیور چھرّون سے مارے جاتے ہین - وہ اسقدر
خفیف المقدار ہوتے ہین کہ اون کی ثقل سے طیور نہین کچلے جا سکتے - دلیل سیوم گولی اور
چھرّے کا اندفاع عنیف بھی مہلک نہین ہے گولی سریع النفوذ ہے - مخروطی آلہ سے جب اصطیاد
درست ہے تو گولی سے نادرست ہونے کی کوئی وجہ نہین ہے - کیونکہ مخروطی آلہ جس قدر
داخل ہو جاتا ہے اوسی قدر قطر زخم کا بڑہتا جاتا ہے یہہ توسیع حدت آلہ سے نہین ہوتی ہے -
اور یہہ بہ نسبت اندفاع بندقہ کی عنیف تر ہے - سہل تر امتحان یہہ ہے کہ انگریزی لوہے (ٹین) کے
ایک شکم ظرف پر گولی لگائی جائے یہہ ظرف منتقل ہوگا اور گولی پار ہو جائیگی - بخلاف اسکے
برچھے کے طعن سے منتقل ہو جائیگا - مجربین جانتے ہین کہ بہائم گولی سے زخمی ہونیکے بعد جب
گولی ہاتھ پاؤن کے جوڑ و نیز نہ پڑے کوسون بھاگ جاتے ہین - جب زخم سے خون بہ جاتا ہے
اور زخم انتظام اعضای حیوۃ کو مختل کر دیتا ہے اوسوقت مر جاتے ہین - آیا یہہ بات قبول کرنے کے
قابل ہے کہ اندفاع عنیف سے جو الم ہو وہ بعد واقع ہونے ایسے سخت زخم کے جو وار پار ہو موجب
ہلاکت ہو اور یہہ زخم سبب ہلاکت نہ ہو حالانکہ موت زخمی ہونے کے بعد ہوتی ہے نہ کہ بعد
اندفاع و قبل جراحت - علاوہ برین گولی سے یورپ اور ہند مین ہزارون مقتول ہوئے ہین
اور اون کی نعش کی ڈاکٹرون نے تشریح کی ہے - کسی ڈاکٹر نے آجتک یہہ نہین کہا ہے کہ
موت اندفاع عنیف یا ثقل یا حرق سے واقع ہوی - بناءً علی ہذا ابن نجیم وغیرہم کے دلائل
کو علماے سلطنت عثمانیہ خصوصاً شیخ الاسلام نے بوجوہ عدیدہ و دلائل سدیدہ رد کر دیا ہے
اور حلت پر فتوی دیا ہے اور وہ یہہ ہے -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد والہ واصحابہ اجمعین وبعد فھذا
رسالۃ سمیتہا فتوی الخواص فی حل ما صید بالرصاص وقد سئلت من ماکول
اللحم من الطیر وغیرہ اذا سمی الصیاد ورماہ بالرصاص او ما یسمونہ الخردق فوقع میتاً ولم
یتاخر الصیاد عن طلبہ فہل یقوم الجرح مقام ذکاتہ کالسہم ام لا افیدون ماجورین فاجبت
الحمد للہ وحدہ نعم یقوم الجرح مقام ذکاتہ ولا فرق بین ما رمی بالرصاص او الخردق وما رمی بالسہم کما
افتی بذلک مفتی السلطنۃ علی افندی والمسئلۃ فی فتاویہ من کتاب الصید وفی الفواکہ
سئلت عن الصید اذا قتل ببندقۃ الرصاص ہل یحل ام لا اجبت یحل وان قتل ببندقۃ الطین
لا یحل انتہی وفی الکاذرونیۃ ما نصہ وفی شرح الہدایہ للعینی ما یفید حل الصید ببندقۃ
الرصاص واللہ تعالی اعلم ورأیتہ ایضا فی رسالۃ مستقلۃ لملا علی الترکمانی ونصہ
بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی سیدنا محمد والہ واصحابہ اجمعین فاعلم
ان مدار حل الصید حصول الموت بالجرح بای شیٔ حصل الجرح کما ان شرط حل الذبیحۃ قطع
اکثر العروق بای شیٔ حصل القطع ولو بنار کما فی الحسکفی او بلیطۃ او مروۃ کما فی المتون فعلی ھذا
فما یقتل فی الرصاصۃ یحل لانہ مقتول بالجرح کما لا یخفی علی اہل الدرایۃ لان الرصاصۃ تقتل
الفیل وتنفذ من جانب الی جانب ومعلوم ان ذلک انما یحصل بسبب الجرح الحاصل بحدۃ
الرصاصۃ الحاصلۃ من مساس النار فان النار من المحدد بقرینۃ ان من قتل شخصا بالنار
یقتص منہ لان النار تفرق البدن وہو المراد بقولہم المحدد فاذا کانت مفرقۃ کانت جارحۃ
لان الجرح اثر التفریق فثبت ان المقتول بالرصاصۃ مقتول بالجرح غایتہ ما فی الباب
ان الحدۃ فی الرصاصۃ انما حصلت بمجاورۃ النار لا فی نفسہا ولا تاثیر لذلک بالنقل -
کما یقول بہ بعض قاصری الاذہان الا یری ان الرصاصۃ لو خرت من السماء ووقعت
علی حیوان ما قتلہ بثقلہا لان المراد بالقتل الحاصل بالدق اذ کانت البنیۃ لا تحمل الثقل
والقتل بالرصاصۃ لا یحصل بالدق بلا مریۃ وانما اشتبہ علی بعض القاصرین من اشتراک
المجدد فی اسم البندقۃ لما قال الفقہاء ان صید البندقۃ لا یحل مرادہم بہا الطین المدور
الذی یرمی بقوس فیقتل الصید بثقلہ حتی قالوا لو کان للبندقۃ حدۃ وعلم انہ قتل

بعد انها بحل ولیس مرادهم بها الرصاصة او اعم منها لما علمت ان العاقل لایقول ان
البندقة الرصاصیة تقتل بثقلها لا بحدها فمن یدعی ان الصید مقتول بثقل الرصاصة لا
یلتفت الیه لانه انکار المحسوس وخروج عن دائرة المعقول وانما یتکلم الفقهاء علی الرصاصة
لانها لم تکن فی زمانهم وانما هی شئ محدث بعد انقطاع عصرهم وتدخل تحت قولهم ذکاة الاضطرار
جرح فی ای موضع وقع بای جارحة کان والبندقة الرصاصیة جارحة بسبب النار کما علمنا
الحمد لله الذی هدانا لهذا وما کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله ومن لم یجعل الله له نورا فما
له من نور انتهی کلامه قال فی الهدایة فی فصل الرمی والاصل فی هذه المسائل ان الموت
اذا کان مضافا الی الجرح بیقین کان الصید حلالا وان کان مضافا الی الثقل بیقین کان
حراما وان وقع الشک ولا یدری مات بالجرح او بالثقل کان حراما احتیاطا انتهی کلامه
اقول وان یکن حکمه مسلما لکن ینظر فی تعلیله وقوله ان الرصاص قاتل بناریته فلیس
کذلک والرصاص انما هو قاتل ومفرق الاجزاء بالقوة القاذفة بواسطة الهواء المنقلب عن
النار الحاصلة بواسطة البارودة والبارود وکلاهما آلة لحصول القوة القاذفة
بانحصارها بواسطة البارودة او المدفع او غیر ذلک من الآلات ولا یشکل علیک
حرارة الرصاص او الکیسة او احراقها فی وقت ما لما تنفذ فیه فان هاتیک الحرارة
انما هی من مصادمتها الاجزاء الهوائیة بحسب سرعة حرکتها وبعد مسافتها لا غیر
وهذا من الامور البدیهیة عند اهل ذلک الشان والدلیل علی ذلک عندنا لو
فرضنا وضع حبة من الجمد الذی هو بعید عن الناریة فی بارودة محل الرصاص واثرنا
تلک البارودة الی حیوان انفذت تلک البندقة من الجمد فی ذلک الحیوان او فرقت
اجزائه فیقول احد انما فرقت اجزائه بناریتها لا بل انما بسبب القوة القاذفة
کما قلنا والمطلوب لاجل حل الصید انما هو الجرح قصدا عند عدم امکان الذکاة بما یخرق
ویفرق الاجزاء ویمکن فیه انهار الدم واما احترازهم عنه عن صید البندقة وهی ما
عمل من الطین ویرمی به بقوس او نفس والحجر والمعراض والعصا وما اشبه ذلک وان
جرح لعدم الخرق قال قاضی خان ولا یحل صید البندقة والحجر والمعراض والعصا وما اشبه
ذلک وان جرح لانه لا یخرق الخ فالمطلوب الخرق وانهار الدم بای شئ کان وهو المراد
بقولهم المحدد ای ما یفرق الاجزاء ویخرق ویریق الدم وهذه الاوصاف فی الرصاصة

والخرق علی الکل وصفلا سبهة ان ما صید بهما ولم یدرک حیا حل اکله لشرط و الله اعلم

یعنے مجھسے یہہ پوچھا گیا ہے کہ جو طائر وغیرہ کہ ماکول اللحم ہین اوس کو بندوق کی گولی سیسے یا چھرے سے بسم اللہ کہکر صید مارے اور وہ مر گئے اور صید بھی فوراً پہونچ گیا ہو آیا تیر کی طرح یہہ زخم بھی بمنزلہ ذبح ہوگا یا نہین بینوا و توجروا ۔

مین یہہ جواب دیتا ہون بحمدہ تعالی کہ ہان یہہ زخم بمنزلہ ذبح ہے جو جانور کہ سیسے کی گولی یا چھرے سے مارا گیا ہے اور جو کہ تیر سے مارا گیا ہے دونون مین کچھ فرق نہین جیسا کہ مفتی السلطنة علی افندی نے فتوی دیا ہے اور یہہ مسئلہ اون کے فتاوی مین کتاب الصید مین کورسے اور فوائد مین لکھا ہے کہ مجھسے اوس شکار کے بارہ مین پوچھا گیا جو سیسے کی گولی سے مارا جاے آیا حلال ہے یا نہین ۔

مینے جواب دیا کہ حلال ہے ہان اگر مٹی کی گولی سے مارے تو نہین حلال ہوگا انتہی ۔

اور کازرونیہ مین لکھا ہے کہ جو جانور سیسے کی گولی سے شکار ہو شرح ہدایہ مین عینی کے کلام سے اوس کی حلت پائی جاتی ہے ۔ و اللہ اعلم ۔

اور ملا علی ترکمانی کا بھی اس باب مین ایک مستقل رسالہ مینے دیکھا وہ کہتے ہین ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سمجھنا چاہئے کہ شکار کی حلت کا مدار زخم کہا کر مرنے پر ہے جس چیز سے چاہے زخم لگے جیسے ذبیحہ کی حلت مین بہت سے رگون کا کٹ جانا شرط ہے جس چیز سے چاہے کٹین آگ ہی سے سہی جیسا کہ حسکفی مین ہے یا بانس کے چھلکے سے یا تیز پتھر سے جیسا کہ متون مین ہے اس بنا پر جو جانور کہ سیسے ہی سے مارا ہو حلال ہوگا اس لئے کہ وہ زخم لگا کر مارا گیا ہے جیسا کہ اہل تجربہ کو معلوم ہے کیونکہ سیسہ ہاتھی کو مار ڈالتا ہے اور اس پہلو سے اوس پہلو تک نفوذ کر جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہہ بات اوسی زخم کے سبب سے ہے جو کہ سیسے کی اوس حدت سے پیدا ہوا ہے جو حدت کہ آگ کے سبب سے اوس مین پیدا ہوئی تھی ۔ کیونکہ آگ کا محدد ہونا اس قرینے سے ظاہر ہے کہ اگر کسی شخص کو کوئی آگ سے قتل کرے تو اوس سے قصاص کیا جائیگا اس لئے کہ آگ بدن کو متفرق کر دیتی ہے اور فقہا کے نزدیک محدد کے یہی معنے ہین ۔ اور جب متفرق کر دیتی ہے تو جارح بھی ہوئی کیونکہ جرح اثر تفریق کو کہتے ہین ۔ تو ثابت ہو گیا کہ جو سیسے سے قتل ہو گیا

زخم سے قتل ہوا یہہ مانا کہ سیسے مین اگ کے سبب سے حدت پیدا ہوی ہے بذاتہ نہین ہے اور
اوس کے ثقل کو اسمین کچھہ دخل نہین ہے جیسے بعضے کوتاہ عقل سمجھے ہوئے ہین وہ یہہ نہین سمجھتے
کہ اگر کسی جانور پر بلندی سے سیسے کا ٹکڑا گرے تو اوس کے ثقل سے وہ مر نہین جائیگا اس لئے کہ
قتل بالمثقل سے وہ قتل مراد ہے جو کچل ڈالنے سے ہو جب کہ قوی او سقدر ثقل کی برداشت
نہ رکھتے ہون ۔ اور اسمین کچھہ شک نہین ہے کہ سیسے کا قتل کرنا کچل ڈالنے کے سبب سے نہین اور
اشتباہ بعضے لوگون کو اسی سبب سے ہوا کہ محدد گولی بھی گولی کے اسم مین اشتراک رکھتی ہے
مگر فقہانے جو یہہ کہا ہے کہ گولی کا شکار حلال نہین مراد اون کی اس سے گول کی ہوی مٹی سے
جو کمان مین رکھہ کر پھینکی جاے اور شکار کو اپنے ثقل سے قتل کرے یہانتک کہ وہ قائل ہین کہ اگر
گولی مین حدت ہو اور معلوم ہو جاے کہ اوس نے حدت کے سبب سے قتل کیا ہے تو حلال ہے اور مراد
اون کی اوس سے سیسہ وغیرہ نہین ہے اس لئے کہ عاقل اسکا قائل نہو گا کہ سیسے کی گولی اپنے ثقل
کی سبب سے قاتل ہے اور اپنے حدت کے سبب سے نہین ۔ اب جو کوئی یہہ ادعا کرے کہ سیسے کے ثقل
کے سبب سے شکار قتل ہو جاتا ہے وہ قابل التفات نہین ہے اسلئے کہ اسمین محسوس کا انکار اور دائرہ
عقل سے خروج ہے اور فقہانے سیسے کی گولی کے باب مین کچھہ نہین کہا ہے اس لئے کہ یہہ اون کے
زمانہ مین تھی ہی نہین اور اون کا زمانہ منقطع ہونیکے بعد یہہ شئی پیدا ہوئی اور اون کے اس قول مین
داخل ہے کہ ذبح حالت اضطراری مین جرح سے جس جگہہ پر جاہے ہو اور جس آلہ جارحہ سے جاہے ہو
اور سیسے کی گولی اگ کے سبب سے جارح ہے جیسا کہ ہم بیان کرتے ہین ۔ واللہ اعلم ۔

ہدایہ فصل رمی مین ہے کہ ان مسئلون مین اصل یہہ ہے کہ جانور کا مرجانا اگر یقینی زخم کے سبب سے ہو تو
شکار حلال ہے اور اگر یقینی ثقل کے سبب سے ہو تو حرام ہے اور شک رہ جاے یہہ نہ معلوم ہو کہ زخم
سے مرا یا ثقل سے تو احتیاطاً حرام ہے انتہیٰ ۔

مین یہہ کہتا ہون کہ ان کا حکم تو مسلم ہے لیکن علت جو بیان کی ہے اوس مین تامل ہے ۔ یہہ کہنا اون
کا کہ سیسہ آگ ہو جانیکے سبب سے قاتل ہے ۔ ایسا نہین ہے ۔ سیسے کا قتل کرنا اور اجزا کو متفرق
کرنا اوس زور کے سبب سے ہے جو اوس ہوا سے پیدا ہو جاتا ہے جس کو آگ ڈھکیل دیا کرتی
ہے جو بارود سے نکلی ہے اور بندوق اور بارود یہہ دونون زور پیدا کرنیکے آلہ ہین اور اوس زور
کا جمع ہو جانا بندوق و توپ وغیرہ کے ذریعہ سے ہے ۔

سیسے کے جلنے سے اور نفوذ کرتے وقت اوس کے جلا دینے سے شبہہ مین نہ پڑنا چاہیے اسلئے

کہ یہہ حرارت محض ہوا کی رگڑ سے پیدا ہو جاتی ہے باعتبار سرعت حرکت و بعد مسافت کے اور اہل فہم کے نزدیک یہہ بات بدیہی ہے ۔

دلیل اسپر یہہ ہے کہ فرض کیجئے سیسے کے بدلے بندوق مین برف کی ایک کنکری رکھدین جس مین آگ ہو جانیکی قابلیت بہت کم ہے اور کسی جانور کو اوس بندوق سے مارین تو بیشک وہ کنکری اون جانور کے بدن مین گھس جائیگی ۔ اور اوس کے اجزا کو متفرق کر دیگی تو کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس کنکری نے آگ ہو جانیکے سبب سے اجزا کو متفرق کیا ہے ۔ ایسا نہین ہے بلکہ زور کے سبب سے جیسا ہم بیان کر آئے اور جہان ذبح ممکن نہ ہو وہان شکار کے حلال ہو جانے کے لئے بالقصد جرح مطلوب ہے اُسکی ایسے آلہ سے جو پہاڑ ڈالے اور اجزا کو متفرق کر دے اور اس مین خون کا بہنا ممکن ہو ۔

اور فقہا کو غلہ کے شکار سے جو کہ مٹی کا ہوا ہو اور غلیل مین رکھکر یا پھونک مار کر پہینکا گیا ہو اور مثل اس کے پتھر اور لاٹھی اور تیر بے پیکان سے گو وہ زخمی بھی کرین احتراز جو ہے تو حرق نہو نیکے سبب سے ہے ۔

قاضی خان نے کہا ہے کہ گولی اور پتھر بے پیکان اور لاٹھی اسیطرح کے اور چیزین اگر زخمی بھی کرین جب بھی اون کا شکار نہین حلال ہے اسلئے کہ یہہ پہاڑتی نہین ۔ غرض کہ مقصود پہاڑنا اور لہو بہانا ہے جس چیز سے چاہے ہو اور محدد سے فقہا کی یہی مراد ہے یعنی جو کہ اجزا کو متفرق کرے اور پہاڑے اور لہو بہاوے اور یہہ وصف سیسے اور چہرّے مین اچھی طرح موجود ہے ۔

تو اب کوئی شبہہ نہین رہا کہ جو جانور ان دونون سے شکار کیا جاوے اور زندہ نہ مل سکے اوسکا کہانا بشروط حلال ہے ۔ واللہ اعلم بالصواب ۔

نواب صدیق حسن خان مرحوم جو اکابر فقہا و محدثین اور مفسرین سے ہندمین تھے اونکا فتوی حسب ذیل ہے

کتاب بدور الاہلہ من ربط المسائل بالادلہ صفحہ ۲۳۰

منجملہ انچہ بدان حلت صید باشد از آلات این بنادیق است کہ رمی آن بہ نار کنند و در آن رصاص اندازند چہ از رصاص خرق زاید بر خرق سہم و رمح و سیف دست بہم میدہد و بنادیق را درین کار عملی فایق بر ہر آلہ است و باین طور ظاہر می شود کہ ریش یا خوان کہ را فوق بنادق وقیق یا تراب دقیق نہادہ و در ان رما و شی لیسیر از بیخ آن ریش غرز نمایند و بازان را بہ تیغ

آمدار یا نحو آن از آلات بزنند سر گردان چیز را قطع نه کند و بر حال خویش ماند بخلاف این بنادق که اگر آن را اسم نمایند بیرون پس بندوق را قاتل بہ صدم گردانیدن نہ موافق عقل است و نہ مطابق شرع زیرا کہ از اکل مرمی بالبندقہ نہی آمدہ نہ از کل مرمی بالبندوق و مراد بندقہ چیزے است کہ متخذ از طین باشد و بدان رمی کنند بعد از خشک شدن ۱۲ انتہی

در کتاب نہج المقبول من شرائع الرسول

صفحہ ۱۷۷

و منجملہ آلات صید بندوق است ہر چہ بدان صید کنند حلال باشد۔ ۱۲ انتہی۔

تنقید مزید

ذکاۃ کے معنی خون نجس صید سے بہا دینے کے ہین آنحضرت نے ارشاد فرمایا ہے انہر الدم بما شئت ۱۲ عن احمد و ابو داود و غیرہما۔ کسی آلہ کی تخصیص نہین فرمائی تاہم اسقدر خصوصیت ہے کہ ایسا آلہ ہو جو خون بہاوے اس فرمان واجب الاذعان کے رو سے علماء حنفیہ رح نے جو صاحب متون ہین شروط اصطیاد مین جرح کو بھی مشروط کیا۔

تنویر الابصار۔ مین تعریف ذکاۃ اسطرح کی و ذکاۃ الضرورۃ (یعنے اصطیاد) جرح فی ای موضع وقع من البدن اس تعریف پر شارح نے وطعن و انہار الدم اضافہ کیا۔ علامہ طحطاوی اور علامہ ابن عابدین نے اسپر یہہ بیان فرمایا و لو اختصر علی الجرح کما اختصر غیرہ لکان اولی۔ یہی تعریف صاحب نقایہ نیز اور اہل متون نے جنکو شروح اور فتاوی پر ترجیح ہے اختیار کی ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ آلہ خون ریز یا بعبارۃ اخری آلہ جارحہ سے ذکاۃ ہونا چاہئے۔ بلا شک بندوق کی گولی خون ریز اور جارح ہے۔

مفتی صاحب کا یہہ خیال درست نہین ہے کہ باڑہ دار یا نوکدار ہی آلہ ہونا چاہئے اور اسکے سوا دوسرے آلے سے شکار درست نہین ہے۔ یہہ رای فقہ اور حدیث دونون سے موافقت اور مطابقت نہین رکھتی۔ وفی البنایہ بیع لو رمی طائرا بجراۃ او بعود و نکسر جناحہ و لم یجرحہ لم یوکل و ان جرحہ اکل۔ ایا جرح جارح قرار دیا گیا ہے وہ محدود ہے کبھی نہین۔ و ان رماہ بسکین و اصابہ بقفاہ او بقبض السیف لا یوکل لانہ قتل دقا و الحدید و غیرہ فیہ سواء کذا فی الہدایہ و لو رماہ فجرحہ و مات بالجرح مدمیا اکل بالاتفاق۔ سیف کا قبضہ

اور جہرے کی پشت بارٹ دار لوکدار نہین ہے - اسی قسم کی بہت سی روایتین موجود ہین
جنسے یہہ امر ثابت ہوتا ہے کہ باب اصطیاد مین بھی مطلق جرح معتبر ہے

بحر الرائق اور بعض اور مفتیین نے لفظ جرح پر لفظ قطع کا اضافہ کیا ہے اور کہا ہے
کہ بالتقا المتجانسة اس کی ضرورت یہہ ہے - کہ جرح اور چیز ہے اور قطع اور چیز ہے اصطیاد
مین علاوہ جرح کے صورت قطع بھی پیش آتی ہے - اور اسکا حکم بھی علحدہ ہے جیسا کہ اس روایت
سے اور اوسکی مثل دوسرے روایتون سے ظاہر ہوتا ہے وان رمی صیدًا فقطع عضوًا
منه اکل الصید لا العضو اس سے ظاہر ہو گیا کہ قطع اور جرح مین کیا فرق ہے - قطع کے
معنی ابانت کے ہین اور جرح کے معنے تفریق الاتصال ہین - جرح برخلاف قطع کے قابل اندمال
ہے - لہذا مفتی صاحب کا یہہ افادہ بہت کچھ قابل غور و تامل ہے (جرح بمعنی القطع کے واسطے
حدت آلہ ضرور ہے) حالانکہ تمام کتب فقہیہ مین احکام جرح کے علحدہ ہین اور قطع کے علحدہ ہین - اور
فی الواقع یہہ دونون علحدہ علحدہ چیزین ہین -

اسیطرح بعض مفتیین نے بآلہ محدد جارحہ کہا - یہہ بھی درست ہے اسکے نقیض بآلہ غیر محدد
وغیر جارحہ ہے نکہ غیر محدد و جارحہ جیسا کہ جناب مفتی صاحب کا مقصود ہے اور جسکی وجہ سے
احکام و روایات مین تناقض وہ خیال فرماتے ہین - حالانکہ ہرگز احکام متناقض نہین ہین -
تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ شرط ذکاۃ جرح و انہار الدم یا صرف جرح ہے اور بمقتضاے
حدیث انہر الدم بما شئت اور بمقتضاے تعریفات مندرجہ متون - یعنے (ذکاۃ الضرورۃ
جرح فی ای موضع وقع من البدن) سے بداہۃً ثابت ہے کہ جرح سے مطلق جرح مقصود ہے
کیونکہ اصول طے ہوا ہے ان المطلق یجری علی اطلاقہ تو اب ہر قسم اور نوع کا جرح اس اطلاق
کے تابع ہے - خواہ جرح آلہ محدد سے ہو یا غیر محدد سے - تو جو مفتیین یہہ فرمائین کہ بآلہ محدد جارحہ
اور جو یہہ فرمائین بآلہ جارحہ - یہہ دونون تحت اطلاق ہونگے نہ اطلاق سے خارج ہونگے نہ باہم
متناقض ہونگے - کیونکہ بآلہ محدد جارحہ کے نقیض آلہ غیر جارحہ ہے - اور آلہ غیر محدد جارحہ
اس کے نقیض نہین ہے - اسکی نظیر یہہ روایت ہے وان رماہ بسیف او بسکین فاصابہ
بحدہ فجرحہ حل وان اصابہ بقفا السکین او بمقبض السیف حرم ولو رماہ فجرحہ
فمات بالجرح ان کان الجرح مدمیا حل اتفاقًا حکم اول بآلہ محدد جارحہ کے تابع ہے -
حکم ثالث غیر محدد و جارحہ کے تحت مین ہے - اور اس قسم کے تمام مسائل کا یہی مقصود ہے -

اور تمام علما کا اتفاق ہے - اختلاف نہین ہے - جو اختلاف حلت صید مین ہے وہ دوسری قسم کا اختلاف ہے - اوس کے معنی یہہ نہین ہین کہ بندوق آلہ جارحہ نہین ہے - بلکہ اوسکا مطلب یہہ ہے کہ جو جرح بندوق کی گولی سے ہوتا ہے وہ سبب موت ہے - یا گولی کا ثقل اور حرارت اور اندفاع عنیف موجب ہلاکت ہے اگر اب بھی کوئی نہ سمجھے تو مین بجز اسکے کیا کہہ سکتا ہون کہ میرے بیان کا قصور ہے - حاصل یہہ ہے کہ گولی سے زخم کاری ہوتا ہے خون بھی بہتا ہے اس تقدیر مین اصطیاد بھی مع دیگر شرائط اس سے درست ہے - اور قتل عمد کی تحقیق پر علاوہ دلائل مطابقی کے یہہ ایک دلیل التزامی بھی قایم ہوتی ہے

جناب مفتی صاحب نے یہہ جو فرمایا ہے کہ اگر رصاص کے نوکدار گولی ہو وہ موجب قصاص ہوگی اور مدور گولی نہوگی - علامہ ابن عابدین اور علامہ طحطاوی اور دیگر علماے سلطنت عثمانیہ نے جو فتاوے اثبات قود اور حلت اصطیاد پر دیئے ہین - اون سب مین مدور گولی مقصود ہے اردو مین بھی گولی کے یہہ معنی ہین اور فارسی مین فندق اور عربی مین بندقہ کے معنی گولی کے ہین گول گولی یا مدور گولی مین ویسی ہی تکرار ہے جیسے شب لیلۃ القدر مین - ہم فرض کرلین کہ رصاص کی گولی مین نوک ہوتی ہے تو کیا رصاص سے نرم چیز کی نوک بہائم اور انسان کو توڑ سکتی ہے ہرگز نہین - میری راے یہہ ہے کہ اگر جناب مفتی صاحب مکرر اس مسئلہ پر غور فرمائنگے تو غالباً اپنی راے سے رجوع کرینگے -

مجھے جناب مفتی صاحب کی اس راے سے اتفاق ہے کہ بربنائے شبہہ حدود اور قصاص ساقط کرنا باتباع فقہ وحدیث اولی اور احوط ہے اور مجھے اس سے بھی اتفاق ہے کہ اس مسئلہ سے بلا قید مذہب وملت ہر فرقہ کے ملزمین کو جو بادشاہ مسلم کے تابع ومحکوم ہون مستفید ہونا چاہیئے معہذا ایک اختلاف بھی ہے - وہ یہہ ہے کہ شبہہ جس کا فایدہ ملزم کو دینا چاہیئے وہ کیا ہے - میری رای یہہ ہے کہ وہ یہہ شبہہ نہین ہے جو اس فتوی مین جناب مفتی صاحب کو واقع ہے یعنی گولی سے جو قتل ہو وہ شرعاً عمد ہے یا شبہہ عمد - اس شبہہ کا علاج سقوط قصاص نہین ہے بلکہ اس کا علاج استشارہ یا استصواب ہے - جن شبہات کا ملزمین کو فایدہ پہنچایا جاتا ہے یا جو موجب سقوط حدود قصاص ہین - وہ یہہ ہین - والشبهة ما يشبه الثابت وليس بثابت واصحابنا رحمهم الله قسموها الى شبهة في الفعل وتسمى شبهة الاشتباه والى شبهة في المحل فالاولى تتحقق في حق من اشتبه عليه الحل والحرمة

قطعن غیر الدلیل دلیلاً و الشبہۃ فی المحل فی ستۃ مواضع جاریۃ ابنہ و المطلقۃ طلاقاً بائنا بالکنایات الخ۔

(۱) پہلا شبہہ وہ ہے جسکو باصطلاح قانون قانون کی غلط فہمی کہتے ہین۔

(۲) دوسرا شبہہ وہ ہے جسکو واقعات کی غلط فہمی کہتے ہین۔

بادی النظر مین شبہۂ اولی مخالف قانون معلوم ہوتا ہے۔ لیکن باعتبار نتیجہ کے بالکل متحد و متفق ہے تصریح اسکی یہہ ہے کہ شرع شریف مین حدود کامل سزا پر مشعر ہین جیسے قطع ید و رجم جب بوجہ شبہہ کے اسکا سقوط ہوتا ہے۔ تو بجاے اسکے تعزیر دی جاتی ہے جن مین ایک حبس بھی ہے انگریزی قوانین مین صرف تعزیر ہی پر بنا ہے۔ اور باب تعزیر مین غلط فہمی قانون کی اون کے نزدیک معتبر نہین ہے لہذا دونون کا نتیجہ یہہ نکلتا ہے۔ کہ باوصف غلط فہمی قانون تعزیر ہوسکتی ہے۔

دوسرا شبہہ یعنی واقعات کی غلط فہمی پر جو مبنی ہو قانوناً اور شرعاً معتبر ہے۔ یہہ وہ شبہات ہین جو ملزمین کے فہم و ادراک و اعمال سے تعلق رکھتے ہین۔ نکہ قاضی یا مفتی کے قاضی اور مفتی کو احکام پر بنا ؍ ایقان و اذعان صادر کرنا چاہئے انکے فیصلے اور فتوے مظہر قانون شرع ہوتے ہین۔ اگر قاضی یا مفتی نے ایسے حکم شرع پر جسکے معنی سمجھنے مین اوس کو شبہہ ہے کوئی فیصلہ کردیا یا فتوی دیدیا۔ تو فی الواقع نہ یہہ فیصلہ ہے نہ فتوی۔

جناب مفتی صاحب کی اس آخری رای کی نسبت کہ گو ملزم قتل شبہہ عمد کا مجرم ہے تاہم اسکو سیاسۃً حسب شرع شریف قتل کرسکتے ہین۔ مین صرف یہہ کہا چاہتا ہون کہ ایسا کوئی حکم شرع میری نظر سے نہین گزرا کہ جس شخص نے اکبر تبہ آلہ مثقل سے قتل شبہہ عمد کیا ہو وہ سیاسۃً قتل کیا جاوے چونکہ مجھے اس امر پر ایقان و اذعان ہے کہ قصداً جب بندوق کی گولی سے ایک آدمی دوسرے کو زخمی اور قتل کرے وہ بموجب مذہب امام ابو حنیفہ رح جسپر ہم فیصلہ کرنے پر مامور ہین مرتکب جرم قتل عمد کا سمجھا جائیگا۔

لہذا مین باتفاق مسٹر کا جلسہ ......

تجویز۔ کرتا ہون کہ بندق کی گولی سے جو قتل قصداً و ارادۃً و ناجوازاً بوقوع جرح واقع ہو وہ قتل عمد ہے۔ قاتل درصورت نہ ہونے کسی اور مانع کے قصاصاً قتل کیا جائے گا۔

واقعات پر تجویز کے لئے مقدمہ جلسۂ ارکان ثلثہ مین مسترد ہو۔

مشرح دستخط۔ مولوی سید افضل حسین صاحب رکن عدالت العالیہ مملکت آصفیہ